سحر الکلام

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

مجموعہ تقاریر

مولانا ضیاء الدین القاسمی الندوی

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

سحر الکلام

مجموعۂ تقاریر

مؤلف

مولانا ضیاء الدین صاحب

استاذ مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد

مرتب

فراز احمد صدیقی

متعلم دارالعلوم دیوبند

ناشر

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند (یوپی)

ظفیر

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیثِ دل

میری تقریروں کا تیسرا مجموعہ سحرُ الکلام آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس سے پہلے دو مجموعے سحر البیان اور سحر اللسان کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ محض اللہ رب العزت کا فضل و کرم اور ان مجموعوں کو مرتب کرنے والے عزیز طلبہ کے خلوص نیت کا ثمرہ ہے، میں نے پہلے بھی یہ اعتراف کیا ہے کہ میری تقاریر کے شائع ہونے سے کوئی اہم تصنیفی کام نہیں ہوا ہے، کیونکہ تقاریر کی عمدہ و معیاری کتابوں کی کمی نہیں لیکن اتنا ضرور ہوا ہے کہ نئے اسلوب و انداز کا مجموعہ طلبۂ عزیز کے سامنے آگیا اور اسکو لوگوں نے پسند کیا، سراہا، قدر کی نگاہ سے دیکھا اور میری ہمت افزائی ہوئی اور تصنیف و تالیف کے میدان میں آگے بڑھنے کا حوصلہ ملا۔ فجزاھم اللّٰہ خیراً۔

اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں عام طور پر عزیز طلبہ کی گذارش و خواہش پر قلم برداشتہ لکھ دیتا ہوں، نہ موضوع کی پیشگی تعیین کرتا ہوں اور نہ ہی الفاظ و عبارات کی ترتیب و تنسیق بس جو کچھ ذہن میں آیا لکھ دیا، یہ اور بات ہے کہ طلبہ عزیز پسند کرتے ہیں اور ان تقاریر کو محفوظ کر لیا کرتے ہیں جبکہ مجھ کو یاد بھی نہیں رہتا کہ کب کون سی تقریر تحریر کی ہے، یہ جتنے مجموعے شائع ہوئے ہیں، ان کا شان نزول یہی ہے کہ قلبی تعلق رکھنے والے محبت کی نگاہ سے دیکھنے والے شاگرد اپنے ذوق و شوق سے ان تقاریر کو طبع کراتے ہیں، بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ میں براہِ راست ان پر نظر ثانی بھی نہیں کر پاتا، اسی لئے تاکید در تاکید کرتا ہوں کہ الفاظ و عبارات کی تصحیح میں کوتاہی نہ کی جائے پھر

Scanned by CamScanner

بھی یہ امکان ضرور رہتا ہے کہ کتابت کی غلطیاں اور پروف ریڈنگ کرنے والوں کی طرف سے بار بار توجہ کے باوجود کچھ خامیاں رہ ہی جاتی ہیں، جن پر علم دوستی اور ادب نوازی کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسی خامیوں سے مطلع کردیا جائے، میں امید کرتا ہوں کہ اگر ایسی کوئی بات سامنے آئے گی تو پڑھنے والے اصلاح کی نیت سے ان خامیوں کی نشاندہی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

زیر نظر مجموعہ سحرُ الکلام کی ترتیب وطباعت اور اشاعت کی تمامتر ذمہ داری عزیزی ومحبی سرفراز احمد صدیقی (متعلم دار العلوم دیوبند) کے کاندھوں پر ہے، یہ ان کی محبت وتعلق ہے کہ اتنا مشکل کام انجام دے رہے ہیں، یہ حقیقت میں اپنے گمنام استاذ سے تعلق اپنے ادارے سے محبت اور علم وفن کی ترویج واشاعت کا مزاج ہے اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کا تعاون کرنے والے تمام دوستوں، ساتھیوں کو آسمانی علوم وفنون کا نیّر تاباں بنائے، اور ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے

(آمین یارب العٰلمین)

اخیر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مادر علمی دار العلوم دیوبند کے تمام لائق وفائق محترم ومعظم اساتذہ کرام کی محبت وعنایت سے اس ہیچمدان کو سرفراز کرتا ہے اور ان نفوسِ قدسیہ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ (آمین ثم آمین)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

استاذ القراء مولانا، قاری وثیق الرحمٰن صاحب نعمانی مفتاحی استاذ تجوید وقرأۃ منبع العلوم خیرآباد، مئو (یوپی) :-

دعوت و تبلیغ کے لئے خطابت بذاتِ خود ایک موثر ذریعہ ہے خواہ کسی بھی زبان میں ہو لیکن جب فنِ خطابت کو فصاحت و بلاغت، الفاظ و معانی کی جلاوت و فخامت، اسلوب بیان کی دلآویزی و سلاست سے مزین کر دیا جائے تو پھر وہ سحر البیان، سحر اللسان، سحر الکلام بن جاتی ہے میرے کرم فرما عزیز دوست حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قاسمی ندوی استاذِ تفسیر و ادب مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد مئو کی تقاریر میں یہ خوبیاں بغیر کسی تکلف و تصنع کے پیدا ہو جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی تقاریر کو خطابت سے شغف رکھنے والے عزیز طلبہ شوق سے یاد کرتے ہیں اور محفوظ کر لیا کرتے ہیں،

برادر عزیز سرفراز احمد گریڈیہوی بھی انھیں باکمال شاگردوں میں سے ہیں کہ اپنے استاذ کی تحریر کردہ تقاریر کو حرزِ جاں بنا کر محفوظ رکھا اور جب اللہ نے توفیق دی ترتیب دیکر سحر الکلام کے نام سے شائع کر رہے ہیں، فجزاہ اللہ خیرا۔

اس سے قبل مولانا کی تقاریر کے دو مجموعے سحر البیان و سحر اللسان شائع ہو کر مقبولِ خاص و عام ہو چکے ہیں، انشاء اللہ العزیز یہ مجموعہ تقاریر بھی اپنے اسلوب و انداز کی ندرت اور مضامین و معانی کی جدت نیز استدلالِ اندازِ کلام کے باعث پسند کئے جائیں گے، اللہ تعالیٰ سابقہ کتابوں

Scanned by CamScanner

کی طرح اس مجموعۂ کلام کو بھی قبولیت عطا فرمائے ، اور مرتب عزیز و مولف گرامی کے لئے باعث
اجر جمیل وسبب ترقی درجات ہو ،

آمین ثم آمین :-

وثیق الرحمٰن نعمانی مفتاحی

خادم التجوید والقراءۃ ،

مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد مئو، یو، پی ،

۱۸ محرم الحرام سنہ ۱۴۱۹ھ، جمعہ ،

Scanned by CamScanner

سیرت رسول کا دعوتی پہلو

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، امّا بعد!

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یٰاَیُّھا الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلّغت رسالتک واللہ یعصمک من الناس،

(ترجمہ) اے نبی آپ پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے لوگوں تک اس کو پہنچا دیجئے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائیگا۔

صدر محترم اور معزز سامعین

اس روئے زمین پر انسان کی آبادکاری کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ یہ دنیائے آب و گل ذکر الٰہی سے گونجے، یہاں طاعت و بندگی کا ایسا مظاہرہ کیا جائے کہ فرشتے بھی انسان کی

Scanned by CamScanner

طاعت وبندگی پر انگشت بدنداں رہ جائیں اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس خاکی پتلے کو تیار کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا تو فرشتوں نے یہ عرض کیا تھا کہ کہیں یہ بھی زمین پر فتنہ وفساد اور قتل و غارتگری کا بازار نہ گرم کرے، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اس خیال کو اِنّیٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کہہ کر دور کر دیا تھا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ تخلیق انسانی کا بنیادی مقصد خالق کائنات ربّ دوجہاں کے دربار میں سرِ طاعت و انابت خم کرنا تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے، وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ، ہم نے جنات اور انسان کو محض اپنی عبادت کیلئے تخلیق فرمایا ہے۔ نہ ان سے رزق کا مطالبہ کرتے ہیں اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں کھلائیں۔ رزق واطعام کی ذمہ داری تو ہمارا کام ہے۔

برادرانِ ملت جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو طاعت وعبادت کی ذمہ داری سونپی تو اس کو خیر وشر میں تمیز کرنے کی استعداد وصلاحیت عطا فرمائی وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ اور ہم نے اس کو راہ خیر وشر کی ہدایت بھی کر دی لیکن اسکی شان کریمی اور اپنے بندوں پر بے پایاں رحم ومہربانی نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی فلاح و بہبود، رشد وہدایت کے لئے انبیاء ومرسلین کا روحانی سلسلہ بھی جاری فرمایا تاکہ ضلالت وجہالت، کفر وشرک کی تاریکی میں بھٹکنے والے اصنام واوثان کی پرستش کرنے والے لوگوں کو توحید وایمان کے نور سے منور فرمائیں اور اسکی معزز پیشانی کو معبودان باطل کی چوکھٹ سے ہٹا کر خالق حقیقی کے در پر جھکائیں۔

برادرانِ ملت انبیاء ومرسلین کی بعثت کا سلسلہ ہر دور میں جاری رہا، ہر قوم وملت میں بشیر ونذیر اور داعی ومصلح آئے اور انھوں نے بندگان خدا کو

Scanned by CamScanner

توحید وایمان کا پیغام سنایا، عمل صالح اور اخلاص نیت کی دعوت دی۔ مثالوں کے ذریعہ شرک وکفر کے بطلان پر دلیلیں قائم کیں، شواہد وبراہین آیات ومعجزات سے خدا کے وجود اور اس کی الوہیت ووحدانیت کو ثابت کیا اور قرآن کریم نے جابجا ان داعیان حق اور پیغمبران اسلام کے تذکرے کئے ہیں۔ ان کی سیرتوں خصلتوں اور پاکیزگی وطہارت کو بیان کیا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ
وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَ
مِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ، فَسِيرُوا
فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ،

عزیزان ملت

رسالت ونبوت کے روحانی سلسلہ کا اختتام جس ذات گرامی پر ہوتا ہے وہ خاتم النبیین، سید المرسلین، رحمۃ للعالمین داعیٔ اعظم، ہادیٔ عالم سرور دو عالم رسول عربی نبی امی محمد بن عبد اللہ کی ذات اقدس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ومحبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار صفات کا تذکرہ فرمایا ہے مگر قرآن پاک میں آپ کی سیرت مبارکہ کے داعیانہ پہلو اور رسالتی گوشہ کو اتنے بسط وتفصیل اور مؤثر انداز میں اجاگر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا دعوتی پہلو تمام پہلوؤں میں نمایاں اور ممتاز نظر آتا ہے اور کیوں نہ ہو، بعثت کا بنیادی مقصد بھی یہی تھا کہ آپ آفتاب ہدایت بنکر چمکیں۔ منذر ومبشر بنکر ابھریں آپ کے فیضان رسالت سے سسکتی انسانیت کو قرار آئے آپ کے نور ہدایت سے گم کردہ راہ ہدایت پائیں آپ کی دعوت توحید سے معبودان باطل پاش پاش ہو جائیں اور آپ کے فیض رحمت سے

Scanned by CamScanner

سارا عالم سیراب ہو۔

معززسامعین

اس داعی الی اللہ کے دعوتی پہلو کو کیا کہیے، قرآن خود اس کا ثنا خواں ہے اور خصائل و شمائل کو یوں وا[illegible] کرتا ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا۔

شاہد و مبشر کہا جا رہا ہے نذیر اور داعی الی اللہ کہا جا رہا ہے، سراج منیر کہا جا رہا ہے، اور منصب رسالت و نبوت پر کیسے پیارے انداز میں سرفراز کیا جا رہا ہے کہ اے محمد! ہم نے آپ کو بھیجا ہے اور داعی بنا کر بھیجا ہے، سراج منیر بنا کر مبعوث فرمایا ہے، آپ آفتاب [illegible] ہیں، ماہتاب نبوت ہیں، دلیل راہ ہیں، آپ عام انسان نہیں آپ تو ہمارے خاص بندے بن گئے ہیں، اب دنیا آپ کو محمد بن عبد اللہ کے بجائے محمد رسول اللہ کہے گی۔ کتنی عظیم نسبت ہے، لہٰذا اس بار گراں کو اٹھاتے ہی آپ کو اپنا حق ادا کرنا ہے، سب آرام و چین چھوڑ کر دنیا سے بے نیاز ہو کر ہمارا پیغام سنانا ہے، لہٰذا قُمْ فَاَنْذِرْ کا حکم ملتا ہے کہ اٹھیے اور لوگوں کو ڈرائیے اور ساتھ ہی ساتھ داعیانہ صفات اور عادات پیدا کرنے کا حکم ملتا ہے کہ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ، یعنی ایک داعی الی اللہ کو صرف اللہ کی عظمت و کبریائی کا اعلان کرنا ہے۔ اس کی قدرت و جلالت کو بیان کرنا ہے تاکہ دلوں میں اس کا خوف و خشیت پیدا ہو اس کی تعظیم و تقدیس پیدا ہو، لہٰذا اے رسول! آپ اپنے رب ذوالجلال کی کبریائی بیان کیجئے، اور اپنے کپڑے پاک و صاف

رکھئے یعنی اپنے ظاہر و باطن کو شرک و کفر اور اصنام و اوثان کی نجاستوں سے پاک رکھئے، آپ کو نماز جیسی عبادت کا حق ادا کرنا ہے، اور قرب خدا سے ہمہ دم مستفیض ہونا ہے آپ کو تزکیۂ قلب کرنے کا منصب عطا ہوا ہے اس لئے آپ خود بھی مزکی و منقی رہئے یہی داعیانہ شان ہے، یہی بندگی کی آن ہے اور ہر قسم کی گندگی و نجاست سے دور رہئے اور اس لئے احسان مت کیجئے کہ زیادہ مال و دولت حاصل کریں آپ کو تو خالصۃً لوجہ اللہ یہ حق دعوت ادا کرنا ہے، اور حرص و طمع سے بچنا ہے اور حوصلہ مندی و اولوالعزمی کا ثبوت دینا ہے۔ اپنے رب کی راہ میں تمام مصائب و مشکلات، طعن و تشنیع کا صبر و استقامت سے مقابلہ کرنا ہے۔

برادرانِ ملت

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت و تبلیغ، اصلاح و تربیت کا جب آغاز کیا اور وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ، پر عمل کرتے ہوئے اپنے گھر اور خاندان والوں کو سب سے پہلے خدا کا پیغام سنایا، شرک و کفر سے باز آجانے کی تلقین فرمائی تو یہ ایک ایسا انقلابی قدم تھا جس نے محمّد بن عبداللہ کو دنیا کے سامنے محمد رسول اللہ کی حیثیت سے پیش کیا، یہیں سے ابتلاء و آزمائش کا دور شروع ہوتا ہے اس داعی برحق کے صبر و استقامت کا امتحان ہوتا ہے، ابتک جو نوجوان صادق و امین تھا، دعوت حق کی پاداش میں قوم کی نگاہوں سے گر جاتا ہے۔ ساحر و شاعر اور کاہن و مجنوں کہلاتا ہے۔ ادب و احترام کی جگہ ذلت و اہانت کا معاملہ ہونے لگتا ہے مخالفتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

لیکن بھلا دنیا اور دنیا والوں کی مخالفت اس کے مشن کو کیونکر روک سکتی تھی اس کی بعثت ہی اس خدائی تحریک کو جاری و ساری رکھنے اور بندگان خدا

Scanned by CamScanner

کی رشد و ہدایت کے لئے ہوئی تھی، اس کو تو فاصدع بما تؤمر کا حکم ملا تو اس کو ببانگ دہل پیغام حق سنانے کا حکم دیا گیا تھا، اور تاریخ شاہد ہے کہ اس مبشر و شاہد نے اپنی صدائے حق سے ایوان باطل کی بنیادیں ہلا دیں۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ھادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

برادران اسلام

رسول اکرم محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلّم نے دعوت و تبلیغ کی راہ میں اپنوں و بیگانوں سے جن جن مصائب کا سامنا کیا اس کی تفاصیل سنکر دل لرز جاتا ہے کہ اس معصوم انسان پر نا عاقبت اندیشوں نے کیسے کیسے مظالم ڈھائے۔ ان کے راستہ پر کانٹے بچھائے گئے، جسم اطہر پر کوڑا ڈالا گیا طائف کے بازاروں میں لہولہان کیا گیا کہ فرشتے بھی تڑپ اٹھے، شعب ابی طالب میں محصور و مقید کیا گیا، قتل کی سازش رچی گئی، ہجرت کرنے پر مجبور کیا گیا، جنگ و جدال کا بازار گرم کیا گیا۔ معاندین و مخالفین نے کیا کچھ نہ کیا انکی آواز کو خاموش کرنے کے لئے۔

مگر قربان جائیے اس سراپا رحمت و رأفت پر کہ وہ ہر جگہ امن کا پیغامبر رہا۔ گالیاں سنکر دعائیں دیتا رہا، اور صبر و استقامت کا پیکر بنا مصائب و مشکلات سے گزرتا ہوا دعوت و تبلیغ کا حق ادا کرتا رہا۔ اور انکی داعیانہ جلالت و عظمت کا تو اس وقت اعتراف کرنا پڑا جبکہ مشرکین مکہ نے شہنشاہیت و حکومت کی پیش کش کی اور چچا ابو طالب کو واسطہ بنایا۔ مگر ذرا اس داعی الی اللہ کا جواب بھی سنتے چلیئے۔

فرماتا ہے کہ چچا جان! اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیں تب بھی میں اس کام سے باز نہیں آسکتا۔

Scanned by CamScanner

اللہ اکبر وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ کی یہ عملی تفسیر کون پیش کر رہا ہے۔ وہی نا، جو رحمۃ للعالمین ہے، شفیع المذنبین ہے، سیّد المرسلین ہے، اس کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے۔

ذرا تاریخ وسیرت اٹھا کر دیکھ لیجئے، تئیس (۲۳) سالہ زندگی کا ہر لمحہ دعوت و تبلیغ کا مظہر و نمونہ ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

روزہ کی فضیلت وبرکت

الحمد للّٰہ رب العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ
رسولہ الامین وعلیٰ الہٖ واصحابہ المھدیّین
الیٰ یوم الدین، امّابعد! قال اللّٰہ تعالیٰ
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا
کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ
(ترجمہ) اے ایمان والو! روزہ تم پر فرض کیا گیا ہے بالکل اسی طرح
جیسا کہ تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، ہوسکتا ہے کہ تم
روزہ کے باعث متقی بن جاؤ۔

وعن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی
اللّٰہ علیہ وسلم: مَن صامَ رمضانَ ایماناً واحتساباً
غفرلہٗ ماتقدم من ذنبہٖ ومَن قام لیلۃ القدر ایماناً

واحتسابًا غفرلہ ماتقدم من ذنبہ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان ویقین اور ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے، اور جس نے رمضان المبارک میں ایمان ویقین اور ثواب کی نیت سے عبادت کی اس کے گذشتہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور جس نے ایمان ویقین اور ثواب کی نیت سے شب قدر کا اہتمام کیا اس کے گذشتہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

بزرگان ملت میں نے رمضان المبارک اور اس کے روزہ سے متعلق ایک آیت تلاوت کی ہے جس کے ترجمہ سے معلوم ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امتِ اسلامیہ پر روزہ فرض کیا ہے۔ اور بخاری ومسلم کی ایک صحیح حدیث پڑھی ہے جس میں ایمان کے ساتھ روزہ رکھنے، رمضان کی بابرکت راتوں اور دنوں میں عبادت کرنے اور شب قدر جیسی خیر وبرکت والی رات کی تلاش وجستجو میں مشغول ہونے کا ثواب بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ گذشتہ تمام گناہوں کو معاف کردیتے ہیں۔ صاحب ایمان شخص کے لئے یہی کافی ہے کہ روزہ کی فرضیت معلوم ہوگئی، اور روزہ رکھنے کا اجر وثواب معلوم ہوگیا۔ پھر کیا ہے عمل میں لگ جائے، لیکن اس موقع پر ضرورت محسوس ہوئی کہ آپ حضرات کی خدمت میں رمضان شریف کے فضائل وبرکات اور روزہ کی خصوصیت وضرورت، برکت ورحمت کے بارے میں کچھ تفصیل سے ذکر کروں ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم جیسے نام نہاد مسلمانوں کو روزہ رکھنے اور رمضان شریف کے

Scanned by CamScanner

ادب واحترام کرنے اور اس مبارک مہینہ کی برکتوں، رحمتوں، نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دیں، ورنہ سچ تو یہ ہے کہ ہماری زندگی اس طرح گذرلی ہے کہ ہم کو شرم آنی چاہیئے، کہنے کو تو ہم مسلمان ہیں، اللہ کا نام لیتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارا دعویٰ محبت محض زبانی جمع خرچ ہے، حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے جبکہ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُحِبُّ مُطِیْعٌ محب و عاشق تو اپنے محبوب و معشوق کا فرمانبردار ہوتا ہے، اطاعت گذار ہوتا ہے، اس کے چشم ابرو پر چلتا ہے اور ہماری محبت کیسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ فرض فرمایا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن بندہ کی شفاعت کریں گے، اور نماز کے متعلق فرمایا کہ جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ، میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے لیکن سوچئے کہ ہمارا عمل کیا ہے نہ نماز سے رغبت نہ روزہ سے دلچسپی، نہ قرآن سے تعلق، نہ حج کی فکر رمضان کا مبارک مہینہ آتا ہے، رحمت کی بارش ہوتی ہے، مگر ہم کو نہ نماز سے تعلق ہے نہ اہتمام ہے، نماز چھوڑتے ہیں، روزہ چھوڑتے ہیں، کتنے شرم کی بات ہے، کتنے افسوس کا مقام ہے، روزہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص فرمایا ہے، حدیث قدسی ہے اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دونگا۔

بزرگو اور دوستو

آپ نے اگر آیت کریمہ پر غور کیا ہوگا تو معلوم ہوا ہوگا کہ روزہ امت اسلامیہ سے پہلے دوسرے انبیاء و مرسلین کی امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا۔ اسی سے اندازہ لگائیے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی اہم عبادت ہے، کسی اور عبادت کے بارے میں کَمَا کُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ نہیں فرمایا گیا۔

یہ امتیازی شان صرف روزہ کو حاصل ہے اور اسی آیت کے آخر میں روزہ رکھنے کی وجہ اور سبب بھی بتایا گیا ہے لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ فرما کر کہ روزہ سے تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہوگا، اللہ کا خوف پیدا ہوگا اور جس کے اندر تقویٰ پیدا ہوگیا وہ متقیوں کی صف میں داخل ہوگیا اور متقیوں کا مقام و مرتبہ جنت میں کتنا بلند ہوگا۔ ذرا قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے اندازہ لگائیے:

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا حَدَائِقَ وَاَعْنَابًا وَّکَوَاعِبَ اَتْرَابًا وَّکَاْسًا دِهَاقًا، لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا کِذّٰبًا، جَزَآءً مِّنْ رَّبِّکَ عَطَآءً حِسَابًا رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ،

بیشک متقیوں کے لئے بہت بڑی کامیابی ہے، باغات ہیں، انگور کے خوشے اور نوعمر کنواری عورتیں ہیں، لبالب جام ہیں، جنت میں یہ لوگ کوئی لغویات اور جھوٹ نہیں سنیں گے، یہ آپ کے رب کیطرف سے جزا ہے بخشش ہے بقدر حساب۔

اور سچ تو یہ ہے کہ جنت انھیں متقیوں کے لئے بنائی گئی ہے، اور اس کے حصول میں سبقت کی ترغیب دیتے ہوئے، اس کی کشادگی کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرمادیا ہے کہ یہ جنت اس کی نعمتیں، اس کی راحتیں، اس کی لذتیں، اس کے باغات، اس کی نہریں، اس کی رعنائیاں، زیبائیاں، حور و غلمان سب کچھ متقیوں کے لئے ہے۔ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ فرمایا گیا ہے، بس انسان اس دنیائے فانی میں تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہو جائے، اس کے لئے کتنا آسان نسخہ بتایا گیا ہے کہ روزہ رکھو متقی بنجاؤ گے۔ چونکہ روزہ سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور تقویٰ جنت

میں پہنچاتا ہے، اس لئے روزہ دار یوں تو جنت کے ہر دروازے سے جنت میں داخل ہوں گے مگر ان کے اہتمام میں ایک مخصوص گیٹ ہوگا جس کو باب الریان کہا گیا ہے یعنی وی۔آئی۔پی۔سا معاملہ کیا جائے گا۔قدر و منزلت سے لیجایا جائے گا، سوچنے کی بات ہے کہ ہم روزہ چھوڑ کر کتنے زبردست نقصانات کر رہے ہیں۔

بھائیو! روزہ میں کیا کرنا ہے، بس صبح صادق سے غروب آفتاب تک اللہ کے واسطے کھانے پینے، جماع کرنے سے انسان رک جائے اور پیٹ و معدہ کی مشقت برداشت کرلے، خواہشات پر کنٹرول کرے، اسی کے ساتھ ساتھ زبان پر کنٹرول کرے کہ فسق و فجور نہ بولے، عیب جوئی اور دروغ گوئی میں مبتلا نہ ہو، کان سے بری باتیں نہ سنے، آنکھوں سے غلط ممنوع جگہوں پر نہ دیکھے، قدم سے ان جگہوں پر نہ جائے جہاں سے منع کیا گیا ہے، ہاتھ سے ایسی چیزوں کو نہ پکڑے جس کو پکڑنے چھونے سے روکا گیا ہے اور چھ گھنٹہ زیادہ سے زیادہ آٹھ گھنٹے تک ایسا کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے انسان تو اپنے کاروبار کے لئے بارہ بارہ گھنٹے بھوک و پیاس برداشت کرلیتا ہے، اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے مہینوں جماع سے رکا رہتا ہے، تو صرف اللہ کی رضا کے لئے بندگی کا حق ادا کرنے کیلئے رکنا کوئی مشکل نہیں ہے، ہر ہر عضو کو اللہ کے حکموں کے تابع بنا لینا کون مشکل کام ہے، بس عزم و حوصلہ اور صبر و برداشت کی بات ہے، انسان جب کچھ کرنے پر آتا ہے تو چاند تک پہنچ جاتا ہے۔سمندر کی گہرائیوں کو کھنگال ڈالتا ہے، اور یہاں تو چند گھنٹوں کی بات ہے اور اجر و ثواب، مقام و مرتبہ، عزت و راحت، رحمت و برکت، انعام و اکرام کا یہ حال ہے کہ اللہ نے روزہ دار کے لئے فرمایا ہے کہ میں اس کو اجر دونگا۔اور جب اللہ تعالیٰ خود اپنے دست خاص سے اجر دیں گے تو کتنا دیں گے کوئی

اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا، اگر اس دنیا میں کوئی بادشاہ کوئی امیر کسی کے بارے میں یہ کہدے کہ میں بذات خود اس کو انعام دونگا تو پھر اس شخص کی قسمت پر سب رشک کرتے ہیں یہی اعزاز کیا کم ہے کہ بادشاہ اپنے ہاتھوں سے نوازے گا اور نوازنا بھی اس کی شان کے مطابق ہوگا۔ اور یہاں روزہ داروں کو دینے والا کوئی دنیا کا عام بادشاہ نہیں ہے بلکہ احکم الحاکمین ہے، مالک یوم الدین ہے، رب العالمین ہے، اس کے خزانے میں کمی نہیں، اس کی بخشش کی انتہا نہیں۔ خود فرماتا ہے:

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا۔

ہم ہر ایک کو بھر بھر دیتے ہیں۔ اور آپ کے رب کی بخشش ایسی نہیں کہ اس پر ختم ہونے کا خوف کیا جائے گا۔

مگر ہم کتنے بد قسمت ہیں کہ ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی طلبگار نہیں کا معاملہ ہے اللہ تعالیٰ روزہ کے ذریعہ نوازنا چاہتے ہیں مگر ہم روزہ چھوڑ کر اس نوازش سے محروم رہ جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ٹھکرانا کتنا بڑا گناہ ہے کبھی ہم نے اس پر غور کیا کتنی بڑی ناشکری کرتے ہیں ہم لوگ کہ ایک تو نماز نہیں پڑھتے ہیں، روزہ نہیں رکھتے ہیں، زکوٰۃ نہیں دیتے ہیں، حج نہیں کرتے ہیں جبکہ یہ سب عبادتیں فرض ہیں۔ دوسرے اللہ کے انعام واکرام کو ٹھکراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ناشکروں کے بارے میں فرمایا ہے لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ اگر تم نے ناشکری کی تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔

ذرا ہم اپنی زندگی اور اپنے شب و روز کا جائزہ لیں، قدم قدم پہ ناشکری

Scanned by CamScanner

کرتے ہیں اور عذاب میں گرفتار ہیں، ذلیل و خوار ہو رہے ہیں، مارے جا رہے ہیں، کاٹے جا رہے ہیں، ستائے جا رہے ہیں، مدد کیلئے اللہ کو پکارتے ہیں، اپنے ایمان کی دہائی دیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہونے کا واسطہ دیتے ہیں، اسلام کا واسطہ دیتے ہیں، قرآن کا حوالہ دیتے ہیں، لیکن رحمت الٰہی متوجہ نہیں ہوتی نصرت باری متوجہ نہیں ہوتی، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے مسلمانوں کی ضرورت نہیں جو نماز چھوڑ کر، روزہ چھوڑ کر اپنے رب سے بغاوت کرتے ہیں، عاصی و نافرمان ہوتے ہیں۔ اگر آپ قرآن شریف میں غور کریں، اس کی بابرکت آیتوں کو سمجھیں تو پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ نے مدد مانگنے، نصرت و رحمت طلب کرنے کا ایک طریقہ بتایا ہے اور فرمایا ہے اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ کہ تم صبر اور نماز کے ذریعہ مدد مانگو۔ بہت سے مفسرین حضرات اور علماء کرام نے صبر کی تفسیر روزہ سے کی ہے، مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! نمازی بنجاؤ، میرے دربار میں جھک جاؤ اور ہمارے لئے کھانا، پینا، صحبت و جماع چھوڑ دو، پھر دیکھو ہمیشہ کیلئے نہیں کچھ خاص وقت کیلئے، پھر دیکھنا ہم تمہاری کیسے مدد کرتے ہیں، تم کو کس طرح نوازتے ہیں، سرفراز کرتے ہیں، کامیابی سے ہمکنار کرتے ہیں۔

بزرگان ملت

اللہ تعالیٰ نے روزہ کو رمضان المبارک میں فرض کیا ہے، رمضان کے معنی جلانے کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ رمضان شریف کا روزہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَ

Scanned by CamScanner

غُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَ

فِيْ رِوَايَةٍ ، اَبْوَابُ رَحْمَةٍ ، (متفق عليه)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں ، اور شیاطین قید کردئے جاتے ہیں ، اور ایک روایت میں رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

رمضان شریف کا پہلا دس دن رحمت کا ہے ، دوسرا دس دن مغفرت کا ہے اور تیسرا دس دن جہنم سے نجات کا ہے ، یعنی پورا مہینہ رحمت و مغفرت اور نجات جہنم سے پُر ہے ، اس مبارک مہینہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا سرچشمہ اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی کتاب فرمایا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ۔

بزرگو اور دوستو رمضان شریف کے مبارک مہینہ کی فضیلت ہی کیا کم تھی اس میں قرآن کریم جیسی بابرکت کتاب نازل کی گئی یعنی نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ، سونے پر سہاگہ ، قرآن صرف اللہ کی کتاب ہی نہیں اللہ کا کلام بھی ہے یہ کتاب رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے ، اسلامی دستور اور قانون ہے ، سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اس کے بغیر کامیابی ممکن نہیں ، نجات ممکن نہیں ، ہدایت ممکن نہیں ، ترقی ممکن نہیں ، جس نے قرآن کو تھاما کامیاب ہوا ، جس نے قرآن کو

Scanned by CamScanner

چھوڑ ابر باد ہوا، اور رمضان شریف اور قرآن کریم کے مابین خاص مناسبت کیوجہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصیام والقرآن یشفعان للعبد روزہ اور قرآن بندہ کیلئے قیامت کے دن شفاعت کریں گے، ایک حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ مؤمن کیلئے ڈھال ہے، جس طرح میدان جنگ میں دشمنوں کے حملوں سے بچانے میں ڈھال کام آتی ہے، اسی طرح رمضان شریف میں روزہ بندۂ مؤمن کو شیاطین کے حملوں سے محفوظ رکھتا ہے برائیوں سے بچاتا ہے، گناہوں سے دور کرتا ہے، شہوانی خواہشات کو کمزور بناتا ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ہندوستان میں مسلمانوں کے حالات

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم، امابعد!

صدرِ محترم وحاضرینِ جلسہ میرا موضوعِ سخن "ہندوستان میں مسلمانوں کے حالات" ہے۔ موضوع طویل اور دلخراش ہے، سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ میں اپنی بات ہندوستان میں مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ سے شروع کروں یا ۱۸۵۷ء کی ناکام بغاوت سے آغاز کروں، ایک طرف ہندوستانی مسلمانوں کا تابناک وشاندار ماضی ہے تو دوسری طرف تاریک والمناک حال اور غیر واضح مستقبل ہے۔

برادرانِ ملّت یوں تو مسلمانوں کی تاریخ مشکلات ومصائب، ابتلاء و آزمائش کی داستانوں سے لبریز ہے، مسلمانوں کے خلاف ہر دور ہر زمانہ میں مخالفت ومُعاندت کی آندھیاں چلیں، نفرت وعداوت کے طوفان آئے، فتنہ وفساد کا سیلاب آیا، مگر اس حق پرست جاں باز قوم نے ان سب کا رخ

Scanned by CamScanner

ہمیشہ دشمنوں کیطرف موڑ دیا۔

آج بھی عالمی پیمانہ پر مسلمانوں کے خلاف سازشیں ہوتی ہیں، اسلام کے خلاف تحریکیں چلتی ہیں، مسلمانوں کو ہر ملک میں ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے، اور یہ ٹکراؤ ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ کیونکہ حق وباطل کا معرکہ ہے، نور وظلمت کا معرکہ ہے، شرک وتوحید کا معرکہ ہے، کفر وایمان کا معرکہ ہے جو تا قیامت جاری رہے گا۔

برادران ملت

مگر جو شدت ہندوستان میں نظر آتی ہے وہ کہیں اور نظر نہیں آتی۔ یہاں مسلمانوں کے خلاف نفرت وعداوت ظلم وستم، مصائب وآلام کا سلسلہ آزادی کے بعد سے جاری ہے، جن مسلمانوں نے تحریک آزادی میں اپنے لہو سے مادر وطن کی پیاس بجھائی، جیل کی تاریک کوٹھریوں اور پھانسی کے تختوں پر آزادی کا نعرہ بلند کیا، جن مسلمانوں نے اپنی سات سو سالہ تاریخ میں ہندوستان کو دولت وثروت سے مالا مال کر دیا تھا، اس کو سونے کی چڑیا بنا دیا تھا، جن مسلمانوں نے ہندوستان میں اتحاد واتفاق کا چمن لگایا تھا، ہندو مسلم ایکتا کا چراغ روشن کیا تھا انھیں کو آج غدّار کہا جاتا ہے، دیش کا دشمن کہا جاتا ہے ان کو فسادات کی آگ میں جھونکا جاتا ہے، ان کے پاکیزہ لہو سے فرقہ پرستی کے عفریت کی پیاس بجھائی جاتی ہے

جب وقت پڑا تھا گلشن پر مجھ سے ہی لہو کا دان لیا
اور میرے ہی لہو کے چھینٹوں سے ہولی بھی منائی لوگوں نے

برادران ملت

یہ مسلمانوں کا احسان ہے کہ انھوں نے اس دیش کو قطب مینار کی بلندی، چارمینار کی عظمت، جامع مسجد کی پاکیزگی اور تاج محل کی خوبصورتی عطا کی، ہندوستان کو جنت نشاں بنایا، اس کے وقار کو بلند کیا۔

Scanned by CamScanner

مگر آج اس کا ثمرہ کیا مل رہا ہے، بھاگلپور کی خونچکاں داستان، ملیانہ کا المناک واقعہ، مرادآباد کی لہولہان عید، میرٹھ کے جلتے مکانات، بجنور کی دلخراش چیخیں، احمد آباد کا دل دوز ہنگامہ، جمشید پور کا ہولناک فساد۔

یہی ثمرہ ہے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رح، امام الہند ابوالکلام آزادؔ اور مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کی قربانیوں کا۔ یہی ثمرہ ہے محمد علی جوہر کی قربانیوں کا، یہی ثمرہ ہے حولدار عبد الحمید کی جانبازی کا، یہی ثمرہ ہے شہید اشفاق اللہ خاں کی جاں نثاری کا، یہی ثمرہ ہے بریگیڈیر عثمان کی فداکاری کا، یہی ثمرہ ہے ہزاروں علماء کی جدوجہد اور قربانیوں کا، یہی ثمرہ ہے سید احمد شہید کی تحریک آزادی کا، یہی ثمرہ ہے شیخ الہندؒ کی تحریک آزادی کا۔

قربانیوں میں ہم ہیں تو راحت میں کوئی اور
انصاف ہو رہا ہے یہ اہل وطن کے ساتھ

برادران ملت

آج مٹھی بھر فرقہ پرست اور تنگ نظر افراد مسلمانوں سے وفاداری کا ثبوت مانگتے ہیں، وہ بابر کو غاصب کہتے ہیں، اکبر کو غاصب کہتے ہیں، اورنگ زیب کو غاصب کہتے ہیں، مسلمانوں کو بدیشی کہتے ہیں، ذرا ان سے پوچھئے کہ تم جو لنگوٹی باندھتے تھے، پتوں پر کھاتے تھے، عورتوں کو زندہ جلاتے تھے، ننگے بدن رہتے تھے، تم کو جینے کا سلیقہ کس نے سکھایا، رہنے کا ڈھنگ کس نے بتایا، کھانے کا طور و طریقہ کس نے سمجھایا، ہمارے ہی ٹکڑوں پر پلتے ہو اور ہمیں ہی آنکھیں دکھاتے ہو، کبھی تم نے ایک قطرہ خون بھی وطن کے لئے بہایا ہے، آج تم کو مندر کی فکر ہے اور مسجد سے نفرت ہے، یہی مسجدیں ہیں جنکی بدولت تاریخ نے تم کو جانا ہے، یہی مسلمان ہیں جن کی وجہ سے تم

مشہور ہوئے، تم ہندوستان کے دوست کب سے بن گئے، تم تو گاندھی کے قاتل ہو جمہوریت کے قاتل ہو، اتحاد و اتفاق کے اس گھر میں آگ لگانے والے ہو۔

مسلمانو یہ مٹھی بھر فرقہ پرست تمہارے دین کو ختم کرنے کی باتیں کرتے ہیں، تم کو پاکستان بھیجنے کی باتیں کرتے ہیں، ذرا ان کو بتادو کہ یہاں کے ذرے ذرے پر تمہاری پیشانیوں کے نشان ہیں، یہاں کے چپے چپے پر تمہارے قدموں کی چھاپ ہے، یہ گنگا جمنا تمہاری پاکیزگی کے گواہ ہیں، تمہاری اولوالعزمی اور جانبازی کی گواہ ہیں، یہ دیش تمہارا ہے، یہ ملک تمہارا ہے، تمہاری رگوں میں اسی کا خون ہے، یہیں کی سرزمین سے تم اٹھے ہو۔

برادران ملت آج جو کچھ ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف ہو رہا ہے، اور ان کے خلاف بغض و عناد کی جو آندھیاں چل رہی ہیں، اور نفرت و عداوت، تعصب و جانبداری، فتنہ و فساد کا جو سیلاب آیا ہے، یہ شرک و کفر کی اسی فطرت کی وجہ سے ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ ، وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ،

یہ مشرکین چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں، اور اللہ اپنے نور کو مکمل کرنے والا ہے خواہ یہ کفار اس کو ناپسند کریں۔

حضرات گرامی ہندوستان میں پھونکوں سے نور اسلام کو ختم کرنے کا سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا، فسادات ہوتے رہیں گے مگر آپ اسلام پر ثابت قدم رہے تو یہ چراغ کبھی نہیں بجھے گا جس چراغ کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے روشن کیا ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

مسلمانو یہ تو تصویر کا ایک رخ تھا، آپ ہندوستان میں رہتے ہیں، مشرکین و کفار معاندین و دشمنان اسلام آپ کے درپے آزار ہیں مگر غور کیجئے کہ آپ کیا کر رہے ہیں، اسلام کے روحانی اصولوں پر کتنا عمل کرتے ہیں، قرآنی تعلیمات پر کس قدر عمل پیرا ہیں، اگر حساب لگایئے گا تو یہی نتیجہ نکلے گا کہ ہمارا اسلام سے ایک فیصد بھی تعلق نہیں ہے ہم گفتار کے غازی ہیں، کردار میں کورے ہیں، دعویٰ کرتے ہیں مگر عمل کچھ نہیں اور اس پر چاہتے ہیں کہ خدا کی رحمت نازل ہو، ہم کو مصائب سے چھٹکارا ملے، فسادات سے جان چھوٹے تو سنئے اور غور سے سنئے کہ جیسی زندگی ہماری ہے اور جیسا عمل ہمارا ہے اس صورت میں ہم کو سکون نہ ملے گا۔ جب مسجدیں ویران ہوں اور مسلمان بازاروں کو آباد کر رہے ہوں تو بھلا ان مسجدوں پر شیطان کے چیلے قبضہ نہیں کریں گے تو کیا آباد کریں گے۔

ارے بھائی! انکی فطرت ہے کہ وہ مسجدوں کو ویران کریں، اور آپ کی فطرت ہے کہ مسجدیں آباد کریں۔ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ بیشک مسجدیں تو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور ذرا کفار و مشرکین کے بارے میں سنئے، قرآن کہتا ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ
فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا،

اور کون زیادہ ظالم ہوگا اس شخص سے جس نے مسجدوں کو اس بات

سے روکا کہ ان میں اللہ کا ذکر کیا جائے اور اس نے کوشش کی ان کو ویران کرنے کی۔

اب فیصلہ ہم کو اور آپ کو کرنا ہے کہ ہم اپنی فطرت پر قائم ہیں یا اڈوانی اور اشوک سنگھل جیسے لوگ، تو یہی جواب ہوگا کہ ہم نے اپنی فطرت سے انحراف کیا ہے، تو بھائی یہ ہندوستان ہے یہاں کامل مسلمان بنکر ہی غالب ہو سکتے ہیں یہیں کیا بلکہ ہر جگہ غلبہ اسی وقت ہوگا جبکہ ہم اسلام کو مکمل تھام لیں گے، بات طویل ہو گئی ہے اس لئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

❖

Scanned by CamScanner

حج عشق الٰہی کا مظہر

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین محمد وآلہٖ وصحبہٖ ومن تبعہم باحسان الیٰ یوم الدین، امابعد!

فقد قال اللّٰہ تعالیٰ: وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔

عزیزانِ ملّت جناب معتمد بزم خطابت کیطرف سے ایک عنوان حج بھی دیا گیا ہے اور میں نے اپنے لئے اسی کو اختیار کیا ہے۔

اس لئے کہ حج کے مہینے چل رہے ہیں اَلْحَجُّ اَشْھُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ میں ماہ ذی قعدہ بھی داخل ہے، موقع بھی ہے، مناسبت بھی ہے، ماحول بھی ہے۔

برادرانِ ملّت حج اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے اور یہ ہر اس عاقل بالغ آزاد مسلمان مرد عورت پر زندگی میں

ایک بار فرض ہے جو خانہ کعبہ تک پہونچنے کی قدرت و طاقت رکھتے ہیں، قدرت و استطاعت کے تحت، مال کا حد نصاب کو پہونچنا، راہ کا خطرات سے پاک ہونا، زادِ راہ کا ہونا وغیرہ داخل ہے، جن کی تفصیلات فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں، حج جسمانی و مالی عبادات کا جامع ہے، اس میں مال بھی خرچ ہوتا ہے اور جسم پر بھی اس کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں یعنی جسم و جان کو بھی عبادت میں مصروف رکھنا پڑتا ہے، سفر کی صعوبتیں، خانہ کعبہ کا طواف، احرام، صفا و مروہ کی سعی، رمی جمار، قیام مزدلفہ، وقوف عرفہ، پھر قدم قدم پر مال کی ضرورت ہے، قربانی کرنا ہے، سفر کا خرچ برداشت کرنا ہے وغیرہ،

برادرانِ ملّت

ان تفصیلات سے یہ بتانا مقصود ہے کہ بندۂ مسلم اپنے رب کی رضا جوئی میں، اپنے مالک کی خوشنودی کیلئے اپنی محبوب ترین چیز مال اور جان کو لگاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ حج کا مقام و مرتبہ بہت زیادہ ہے، صحیح تو یہ ہے کہ حج خدا سے محبّت کی دلیل ہے، عشق الٰہی کا مظہر ہے، سنت رسولؐ اور ملت ابراہیم سے والہانہ عقیدت و تعلق کا ثبوت ہے، راہ حق میں وارفتگی کی علامت ہے، اسلام سے شیفتگی کا نشان ہے، دیکھئے کتنا روح پرور منظر ہوتا ہے کہ ایک حاجی جب اپنے رب کے دربار میں حاضری کا ارادہ کرتا ہے، بیت اللہ الحرام کے دیدار کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل و دماغ پر صرف خدا کی محبت کا نشہ طاری ہوتا ہے، سرمستی و بیخودی کی کیفیت طاری ہوتی ہے، اور وہ اپنی مراد کو پا لینے کیلئے بے تحاشا مال خرچ کرتا ہے، اور تمام رکاوٹوں، صعوبتوں کو ٹھوکروں میں اڑاتا ہوا دیار پاک کیطرف رواں دواں ہوتا ہے، گھر سے تعلق ختم کر لیتا ہے، دوستوں سے ناطہ توڑ لیتا ہے، بیوی بچوں سے منہ موڑ لیتا ہے، اور یہ حال ہوتا ہے کہ صرف زبان سے لبیك اللّٰھمّ لبیك لا

شریک لک لبیک، ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک کی صدائیں بلند کرتا ہے اور جب در کعبہ پر پہونچتا ہے تو والہانہ انداز میں کعبہ کا طواف کرتا ہے، صفا و مروہ کی سعی کرتا ہے، شوریدہ سر ہے، چاک گریباں ہے ننگے پیر ہے، کبھی منیٰ جا رہا ہے، کبھی مزدلفہ میں ٹھہرا ہے، کبھی عرفہ میں سر بسجود ہے، کبھی قربانی کا نذرانہ پیش کرتا ہے، کبھی در کعبہ پکڑ کر روتا ہے، کبھی صدقات کرتا ہے، کبھی زمزم پیتا ہے، چہرہ پر ملتا ہے، نمازیں پڑھ رہا ہے، دعائیں کر رہا ہے، مدینہ حاضر ہوتا ہے، در حبیب کا سوالی بنتا ہے، درود بھیج رہا ہے سلام پڑھ رہا ہے، حرا کا دیدار کرتا ہے، غار ثور کا دیدار کرتا ہے، بدر میں جاتا ہے، احد پر چڑھتا ہے، ذروں کو بوسہ دے رہا ہے، خاک مدینہ کو آنکھوں کا سرمہ بنا رہا ہے اس لئے کہ دیار حبیب ہے، نہ جانے کہاں رسول اللہؐ کے قدم پڑے ہوں گے، سیدنا ابراہیمؑ کے قدم پڑے ہوں گے، سیدنا اسماعیل کے قدم پڑے ہوں گے، سیدہ ہاجرہ کے قدم پڑے ہونگے اصحاب رسولؐ کے قدم پڑے ہوں گے، جبرئیل امین کے قدم پڑے ہوں گے، ملائکہ کے قدم پڑے ہوں گے، اور یہی وارفتگی، یہی شیفتگی، یہی سرمستی، یہی بے کلی، یہی آہیں یہی صدائیں یہی دعائیں یہی ندائیں اس کو سچا عاشق بنا دیتی ہے، وہ اپنے عشق و محبت کی دلیل بنکر عند اللہ مقبول ہوتا ہے اور اس کو خدائے واحد کیطرف سے پروانۂ نجات ملتا ہے، سند افتخار ملتی ہے، اور اس کو گناہوں سے خطاؤں سے، لغزشوں سے پاک و صاف کر دیا جاتا ہے اسلئے کہ وہ اللہ کا محبوب و مقبول بندہ ہے اور زبان صادق و مصدوق سے اس کو بشارت سنادیجاتی ہے کہ من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ (متفق علیہ) اللہ ہم کو بھی حج مبرور و مقبول کی دولت سے سرفراز کرے (آمین)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

عصر حاضر کا ہم کس طرح مقابلہ کریں

الحمد للہ الذی علم الانسان مالم یعلم وبعث
رسولہ الخاتم معلماً صلوات اللہ علیہ وسلم
وعلیٰ جمیع وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین
اما بعد!

معزز حاضرین! میں آپ حضرات کے سامنے "عصر حاضر کا ہم کس طرح مقابلہ کریں" کے موضوع پر ایک مختصر تقریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں

اس حقیقت سے تو آپ سبھی حضرات بخوبی واقف ہیں کہ اسلام کے خلاف ہر دور، ہر زمانہ، ہر علاقہ، ہر ملک میں سازشیں ہوتی رہی ہیں، بلکہ اگر میں کہوں کہ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

تو زیادہ بہتر ہوگا۔ تاریخ اسلام حق و باطل کی معرکہ آرائیوں سے لبریز ہے، آپ شاہراہ

تاریخ پر سفر کیجئے، قدم قدم پر ایسے ایسے واقعات ملیں گے، جبکہ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ کا منظر نظر آئے گا، چودہ سو سال پر محیط تاریخ اسلام کا ایک ایک باب معاندین اسلام کی ریشہ دوانیوں، مخالفین اسلام کی فتنہ انگیزیوں، دشمنان حق کی افترا پردازیوں، کی داستانوں سے پر ہے، مسلمانوں کو ہمیشہ چوطرفہ یار غار کا سابقہ پڑتا ہے کبھی میدان بدر میں یہ منظر نظر آئے گا، کبھی جبل احد کے دامن میں تلواروں کی جھنکار سنائی دے گی، کبھی حنین و خیبر میں حق و باطل نبرد آزما ملیں گے، کبھی تبوک میں، کبھی یرموک میں کبھی موتہ میں تو کبھی نہاوند میں، کبھی قادسیہ میں تو کبھی افریقہ کے صحرا میں، کبھی اندلس کے پہاڑوں میں تو کبھی سندھ میں طاغوتی طاقتوں کا اجتماع نظر آئے گا، کبھی صلیبی یورش کا منظر دیکھیں گے تو کبھی تاتاریوں کی یلغار ملے گی اور کبھی باطینوں کا حملہ نظر آئے گا، اور کبھی خلق قرآن کا فتنہ دکھائی دے گا۔

برادران اسلام اسی طرح آپ سفر کرتے کرتے عصر حاضر میں چلے آئیے، عصر حاضر، جس کو تہذیب و تمدن اور تحقیقات و ترقیات کا زمانہ کہا جاتا ہے، وسعت فکر و نظر کا عہد کہا جاتا ہے، مذہبی آزادی کا دور کہا جاتا ہے، یہ متمدن زمانہ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف سب سے زیادہ خطرناک دور ہے، گذشتہ صدیوں میں اسلام کو بزور شمشیر نیست و نابود کرنے کی سازشیں ہوتی تھیں مگر اس دور میں دشمنوں کو ہر محاذ پر ناکامی سے دوچار ہونا پڑا، ہزیمت اٹھانی پڑی، اس لئے کہ ان سازشوں مخالفتوں، عداوتوں کا جواب دینے والے وہ باکردار مسلمان تھے جنکو یہ کہنے کا حق تھا

باطل سے ڈرنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

کیونکہ ان مجاہدین اسلام کے دلوں میں ایمان کا نور جلوہ گر تھا، وہ اخلاق و کردار کی بلندیوں پر تھے، دنیا کی رعنائیاں اور زمانے کی فسوکاریاں انکو اپنا غلام بنانے سے عاجز تھیں، وہ تو میدان کارزار میں ترانۂ توحید گنگنانے والے تھے، جنت کی طلب نے انکو شہادت کا متلاشی بنادیا تھا، وہ دشمنوں پر شیر ببر کی طرح حملہ آور ہونے اور چیتوں کی طرح جھپٹنے کی صلاحیت رکھتے تھے، لہٰذا دشمنانِ اسلام اور معاندینِ حق ہمیشہ منہ کی کھاتے رہے، ذلت و رسوائی سے دوچار ہوتے رہے۔

برادران اسلام

ماضی بعید و ماضی قریب کے تمام فتنوں اور عصر حاضر کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ گذشتہ صدیوں میں مخالفین اسلام نے اپنی ظاہری و مادی طاقتوں کو ذریعہ بنایا تھا، اور وسائل حرب و ضرب سے مسلمانوں کو نیست و نابود کرنا چاہتے تھے، مگر عصر حاضر کے فتنوں کا انداز نرالا ہے، اسلوب انوکھا ہے، طریقہ کار نیا ہے، مغربی طاقتوں اور الحادی قوتوں نے اس زمانہ میں اسلام کی بیخ کنی کیلئے فکری جنگ کا طریقہ اختیار کیا ہے، آیئے میں ان کے اہم ترین ہتھیاروں کو شمار کرتا ہوں:

(۱) اسلامی تعلیمات پر اعتراضات کئے جائیں اور انکی افادیت پر شکوک و شبہات کا اظہار کیا جائے۔

(۲) قرآنی احکامات کو فرسودہ اور ازکار رفتہ کیا جائے اور جرم و سزا سے متعلق قانون کو وحشی غیر مہذب بتایا جائے، ہاتھ کاٹنا، کوڑے لگانا، سنگسار کرنا یہ انسانیت سوز مظالم شمار کئے جائیں، ہولناکی غیر انسانی و غیر فطری ہونے کا بکثرت پرچار کیا جائے،

(۳) عورتوں کی آزادی و مساوات کا دشمن بتایا جائے۔

Scanned by CamScanner

④ مذہب کو انسان کا ذاتی مسئلہ بتا کر بے دینی کی ترغیب دی جائے۔

⑤ طلاق کے مسئلے کو اچھالا جائے اور عورتوں کے ساتھ ناانصافی کا معاملہ قرار دیا جائے۔

⑥ اور اس بات کو ثابت کیا جائے کہ اسلام سود کو حرام قرار دے کر اقتصادی ومعاشی ترقی کا مخالف ہے۔

⑦ مسلم حکمرانوں کے ظلم وستم اور جبر واستبداد کی داستانوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جائے۔

⑧ پریس، صحافت، ریڈیو، ٹی وی، اخبارات، رسائل ومجلات کے ذریعہ مسلم نوجوانوں میں بیحیائی، بے شرمی، عریانیت، بدکاری، فحش کاری، بداخلاقی، بدکرداری بدتہذیبی، بدعملی پیدا کیجائے، کثرت سے عریاں تصاویر شائع کیے جائیں، اور تصویر کی حرمت کا مذاق اڑایا جائے، داڑھی رکھنے، نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، حج کرنے کا استہزا کیا جائے، تہذیب وتمدن اور روشن خیالی کے منافی قرار دیا جائے، زکوٰۃ کو ٹیکس کا نام دیا جائے (وغیرہ وغیرہ) بے شمار طریقے ہیں جن پر منصوبہ بند طریقوں سے عمل کیا جاتا ہے، اربوں ڈالر خرچ کیا جاتا ہے، اسلامی عقائد ونظریات کو موضوع بحث بنایا جاتا ہے، اسلامی بیداری کی لہروں کو بنیاد پرستی کا نام دیکر دبانے کی کوشش کیجاتی ہے، اسلامی شریعت کے نفاذ کو رجعت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ سب اتنے تسلسل سے ہو رہا ہے کہ ہم اس کو غیر محسوس طریقہ پر قبول کر رہے ہیں اور آہستہ آہستہ اسلام سے دور ہو رہے ہیں، آج گھر گھر میں ٹی وی، وی سی آر کی لعنت ہے، گلی گلی میں فحش گانے، قدم قدم پر بیحیائی وبدکاری ہے: عصر حاضر میں عریانیت کو، رقص گانے کو تہذیب کا نام دے دیا ہے اور مسلمان ان سب

کے نقصانات ومضرات سے بے نیاز ہے، تہذیب و تمدن کے نام پر قبول کر رہے ہیں، اور دنیاوی ترقی کے چکر میں روحانی زوال سے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔

برادرانِ اسلام عصرِ حاضر میں ایک دو فتنے نہیں بلکہ شرور و فتن اور اسلامی دشمنی کا طوفانِ بلاخیز چراغ اسلام کو بجھا دینا چاہتا ہے، سفینۂ اسلام کو ارتداد و الحاد کی بھنور میں غرق کر دینا چاہتا ہے، اسلام کے شجر ثمر بار کو اکھاڑ دینا چاہتا ہے، قصر اسلام کی مستحکم بنیاد کو ہلا دینا چاہتا ہے، اسلام کے روشن رخ کو مسخ کر دینا چاہتا ہے، قرآن کی زندہ جاوید آیات کو بدل دینا چاہتا ہے۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ،

اگر ہم نے اپنے اسلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان سازشوں کا پردہ چاک نہیں کیا، دشمنان اسلام کے ریشہ دوانیوں کا مقابلہ نہیں کیا، معترضین کے اعتراض کا دنداں شکن جواب نہیں دیا اور اسلام کے رخ روشن پر پوتی جانے والی کالک کو صاف نہیں کیا، اسلام کی حقانیت کو ثابت کر کے نوجوانوں کے ذہنوں کو مطمئن نہیں کیا، مسلم نوجوانوں کو ارتداد و الحاد اور لادینیت کی طغیانی وموجوں سے بچا کر ساحل مراد پر نہیں نہیں لگایا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا نہیں کیا تو خدا ہم کو معاف نہیں کریگا خدا کا رسول مقبول معاف نہیں کرے گا، قرآن کریم معاف نہیں کرے گا، تاریخ معاف نہیں کریگی، شریعت نیارہ معاف نہیں کرے گی۔

برادرانِ ملتِ بیضاء لیکن سوال یہ ہے کہ ہم ان فتنہ انگیزیوں کا، ریشہ دوانیوں کا بہتان تراشیوں کا، افتراء پردازیوں کا، نفرت انگیزیوں کا،

ہیجان خیزیوں کا، اشتعال انگیزیوں کا، الزام تراشیوں کا کس طرح مقابلہ کرسکتے ہیں تو بھائیو! اسلام کی حفاظت کا بہترین راز و کامیاب نسخہ یہ ہے کہ اسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ، پہلے خود کو اسلامی اعمال و کردار، اسلامی اخلاق و افعال کا نمونہ بنالو، اپنے دلوں کو عشق رسول کی حرارت سے گرمالو، عشق الٰہی کے شعلوں سے گرمالو، ایمان میں صلاحیت پیدا کرو، اعمال میں مداومت پیدا کرو، پھر غور و فکر اور تدبیر کا سہارا لو، دشمنوں کی سازشوں کو سمجھو، نئے زمانے کے نئے فتنوں کو جانچو، اور عصر حاضر کے چیلنجوں کا مقابلہ کرو، اپنی تاریخ کا مطالعہ کرو، عصر حاضر کا مطالعہ کرو، نظر بنیاد پیدا کرو، وسعت فکر پیدا کرو، دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کا، تغیر پذیر ماحول کا جائزہ لو، ان سے واقفیت پیدا کرو، اسلام نے ہم پر بہت زبردست ذمہ داریاں ڈالدی ہیں، ان کو پورا کرنے کی صلاحیت پیدا کرو، اور جدید وسائل و ذرائع سے باخبر ہو کر ان کو دشمنوں کے خلاف استعمال کرو، کیونکہ لوہا لوہے کو کاٹتا ہے، مغربی افکار و نظریات کی برائیوں، خرابیوں سے امت اسلامیہ کو آگاہ کرو، دشمنان دین کی سازشوں سے مسلمانوں کو باخبر کرو، گویا اسلامی علوم و فنون میں مہارت کے ساتھ ہی جدید علوم و فنون، جدید وسائل و ذرائع، جدید افکار و نظریات سے بھرپور واقفیت ضروری ہے، میں مثال کے طور پر آپ کو بتاتا ہوں کہ ہمارے اسلاف نے اسلام کے دفاع کیلئے کیا کیا، جب عباسی دور میں معتزلہ اور خوارج، کرامیہ، قدریہ، باطنیہ اور جبریہ جیسے گمراہ فرقوں نے اپنے باطل نظریات اور فاسد خیالات کو رائج کرنے کیلئے فلسفہ و منطق کا سہارا لیا، یونانی علوم کا سہارا لیا، عقلی دلائل کا سہارا لیا تو ہمارے علماء و ائمہ نے، ہمارے مجاہدین و مصلحین نے انھیں علوم کو ان کے خلاف استعمال کیا، ان کے ہتھیاروں کو انھیں کے خلاف آزمایا اور کامیاب رہے، آج ہم کو بھی پریس، صحافت،

Scanned by CamScanner

اخبارات، رسائل، مجلات، ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ انکی کاٹ کرنی چاہئے، معربی تہذیب کی برائیوں کو واضح کرنا چاہئے، اور اسی کے ساتھ اپنے اعمال وافعال کا محاسبہ بھی ضروری ہے، قرآنی احکام کی تشریح وتوضیح بھی ضروری ہے، کثرت سے تراجم کئے جائیں، کثرت سے کتابیں چھاپی جائیں، اور سب سے بڑھ کر عبادات وطاعات میں خلوص وللّٰہیت خشوع وخضوع پیدا کیا جائے، اس لئے کہ اسلام عمل کے ذریعہ پھیلا ہے، کردار کے ذریعہ پھیلا ہے، خلوص واخلاق کی بدولت پھیلا ہے، توکل علی اللّٰہ کے ذریعہ پھیلا ہے، اسباب صرف اسباب ہیں، اصل نصرت تو خدا کی نصرت ہے، اصل اعانت تو خدا کی اعانت ہے اور وہ اسی وقت حاصل ہوگی جب ہم خدا کے آگے جھک جائیں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

Scanned by CamScanner

سیرتِ عمر فاروق رض

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ
سید الانبیاء والمرسلین محمد وآلہٖ و
اصحابہٖ اجمعین، امّا بعد!

برادرانِ ملت

اگرچہ میں اس عظیم منصب پر فائز نہیں کہ وعظ و نصیحت کا دعویٰ کروں، لیکن اپنی عقیدت و محبت کے اظہار کے لئے میں آج اسلام کی مایہ ناز تاریخ ساز اور عظیم المرتبت شخصیت خلیفۂ ثانی امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی پر مختصر روشنی ڈالوں گا اور فاروق اعظم رض کی عدیم المثال شخصیت کو موضوع بحث کیوں نہ بناؤں، ان کے فضائل و مناقب پر روشنی کیوں نہ ڈالوں جبکہ خود حبیب کبریا، سرکار دو عالم، ہادئ اعظم اس جلیل القدر صحابی و فدائی کی عظمت و جلالت کے بارے میں یہ فرماتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

لانبی بعدی، لوکان بعدی نبیؐ لکان عمر، (اوکماقال)
میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوسکتا تھا تو عمر ابن خطاب ہی ہوسکتے تھے۔

اللہ اکبر، کیا شان ہے عمرؓ کی، کیا مرتبہ ہے عمرؓ کا، اللہ کا آخری نبی، فاروق اعظم میں انبیاء کی صفات دیکھ رہا ہے، رسولوں جیسا کمال دیکھ رہا ہے، تبھی تو ارشاد ہوتا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے۔

برادران ملت میں فاروق اعظم عمر بن الخطابؓ کی زندگی کے وہ حالات نہیں بیان کرونگا جو زبان زد خاص و عام ہیں، تاریخ و سیر کی کتابوں کے صفحات ان سے بھرے پڑے ہیں۔ مجھے تو فضائل عمرؓ سنانا ہے، کمال عمرؓ دکھانا ہے جمال عمرؓ بتانا ہے، صفات عمرؓ گنانا ہے، خصائل عمرؓ جتانا ہے اور یہ بتانا ہے کہ عمرؓ کی شان تو یہ ہے کہ وہ طالب اسلام بن کر نہیں آئے، وہ تو مطلوب اسلام تھے، مطلوب رسول تھے وہ آئے نہیں تھے، ان کو اللہ سے مانگا گیا تھا، ان کے اسلام کا مطالبہ کیا گیا تھا، اس لئے تاکہ عمر اسلام کی عزت بڑھائیں، اس کے وقار کو چار چاند لگائیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کے لئے دعاء مانگی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ ابْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔	اے اللہ اسلام کو عزت و قوت ابوجہل ابن ہشام کے ذریعہ یا عمر بن الخطاب کے ذریعہ عطا فرما۔
(مسند احمد)	

اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کا انتخاب فرمایا اور ابوجہل کو محروم القسمت بنا دیا، اس لئے کہ وہ جہل و کفر کا پیکر تھا، ضلالت و گمراہی کا خوگر تھا، اسے فرعون و ہامان کی صف میں تو

Scanned by CamScanner

کھڑا ہونا تھا اور عمر کو انبیاء و مرسلین سے تعلق جوڑنا تھا۔

عزیزانِ ملّت اسلامیہ جیسا کہ میں نے کہا کہ عمر مطلوب رسول تھے تو یہ شان کسی صحابی کو حاصل نہیں، یہی جمال عمرؓ ہے اور اللہ کے حبیب و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ،

اللہ تعالیٰ نے عمر فاروق کے زبان و دل پر حق جاری کر دیا ہے، یہی کمال عمرؓ ہے، اور سیدنا عمر فاروق کی عند اللہ محبوبیت و مقبولیت کا یہ حال ہے کہ ادھر زبان سے خواہش ہوتی ہے کہ اے اللہ کے رسول مقام ابراہیم کو ہم اپنا مصلّٰی بنالیں کہ ہمارے جد امجد کی نشانی ہے، ادھر آیت نازل ہوتی ہے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاہِیْمَ مُصَلًّی، کہ اے مسلمانو مقام ابراہیم (یعنی وہ پتھر جس پر ابراہیم خلیل اللہ کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے تھے) کو مصلّٰی بنالو، اس لئے کہ عمر فاروق کی خواہش ہے، ہمارے محبوب کے مطلوب کی خواہش ہے، اور جب عمر فاروق خواہش کرتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول عورتوں کا بے حجاب نکلنا اچھا نہیں لگتا، اگر پردہ کا حکم ہو جائے تو بہتر ہوتا۔

بھائیو عمر کی تمنا تھی بھلا پوری کیوں نہ ہوتی، آیت نازل ہوتی ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِھِنَّ الخ،

عزیزانِ گرامی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کون کون سی خوبیاں گنواؤں، کن

کن کن صفات کو بتاؤں، یہی تو ہیں جن کے نام سے قیصر و کسریٰ ہی نہیں بلکہ شیاطین بھی لرزتے تھے، اور جس راہ سے عمر کا گذر ہوتا تھا شیطان اس راہ پر مارے دہشت کے قدم نہیں رکھتا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے شیطان جب تم کو کسی راستہ پر چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ دوسرے راستہ پر چلنے لگتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

برادران اسلام سیدنا عمر فاروقؓ کا زمانہ خلافت، فتح و نصرت، رحمت و برکت شان و شوکت، عزت و عظمت کا زمانہ ہے، آپؓ کے عہد خلافت میں مصر و شام اور عراق و فارس فتح ہوئے، مدینۃ النبی دولت و ثروت سے بھر گیا، اسلام جزیرۃ العرب سے نکل کر روم و فارس اور سندھ و افریقہ تک پہنچ گیا، یہی وہ مرد خدا اور محبوب رسول خدا ہے جس کے حکم سے دریائے نیل رواں ہوگیا، ہواؤں نے جس کا پیغام پہنچایا، آج وائرلیس کا سسٹم ہے مگر اس وقت کیا تھا صرف ایمان کی قوت تھی کہ دریاؤں نے حکم عمرؓ مانا، ہواؤں نے پیام رسانی کی، یہی تو خصال عمر ہے یہی تو شان عمر ہے۔

بھائیو جس قدر بیان کرتا جاؤں گا مناقب عمر بیان ہوتے رہیں گے، فضائل عمر آتے رہیں گے، شمائل عمر شمار ہوتے رہیں گے، اس لئے اب اپنی باتوں کا سلسلہ بند کرتا ہوں، صرف اتنا بتاتا چلوں کہ جس وقت سیدنا عمر فاروقؓ نے جام شہادت نوش فرمایا اس وقت اسلامی حکومت دنیا کی سب سے مستحکم و منظم اور وسیع و عریض سلطنت بن چکی تھی، ۲۲ لاکھ مربع میل کے طویل و عریض علاقہ پر عمر فاروق حکومت کر رہے تھے، پیوند

لگے کپڑوں میں اللہ کا یہ شیر مسجد نبوی کے فرش خاکی سے احکامات جاری کرتا تھا، فرمان بھجواتا تھا، فوجوں کی قیادت کرتا تھا، اور ایسا عظیم الشان خلیفہ اپنی قوم کا اتنا ہمدرد تھا کہ راتوں کو گشت پر ہوتا تھا، اپنے آرام و راحت کو رعایا کی راحت پر قربان کرنے والا مردِ خدا ایک مجوسی کے ناپاک ہاتھوں سے زخم کھاتا ہے، وہ بھی ایسے وقت میں جب اپنے خالق و معبود کے دربار میں حق بندگی ادا کر رہا تھا، امامت کا فرض ادا کر رہا تھا، ۲۸ ذی الحجہ کو صبح کی نماز میں ابولؤلؤ مجوسی نے حملہ کیا، اور یکم محرم الحرام کو اپنے خالق و مالک سے جا ملے، کل دس(۱۰) سال حکومت کی، اور ایک مستحکم و منظم حکومت چھوڑ گئے آنے والوں کیلئے عدل و انصاف، جہاں بانی و حکمرانی کی مثال چھوڑ گئے،

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں تو وہی نظام تھا جو آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قائم تھا لیکن اللہ نے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اسلامی حکومت کا ایسا نظام قائم کرنے کیلئے پیدا فرمایا تھا جس کی اساس پر آئندہ نسلیں اور قومیں حکومت چلا سکیں۔

آپ نے اپنے دور خلافت میں بیت المال کی عظیم الشان عمارت بنوائی، آمد و خرچ کے حساب کیلئے دفاتر قائم کئے، پل، سڑکیں اور منزلوں پر چوکیاں بنوائیں، باقاعدہ مسلح فوج قائم کی، نہریں کھدوائیں، زراعتی ترقی کے پروجیکٹ تیار کئے، کمزوروں، ناداروں اور اپاہجوں کے وظائف مقرر فرمائے، نظام شوریٰ قائم کیا، سرحدوں پر فوجی چھاؤنیاں قائم کیں، اور عدل و انصاف کے معاملے میں حاکم و محکوم کے درمیان کوئی فرق نہیں رکھتے تھے، ظالموں کیلئے درۂ عمر تھا، مظلوموں کیلئے دستِ عمر تھا، دشمنانِ اسلام کی شہ رگ کاٹنے والا، یتیموں بیواؤں کا سودا سلف بازار سے خرید لاتا تھا، قیصر و کسریٰ کے پرخچے اڑانے والا،

Scanned by CamScanner

اپنی پشت پر آٹے کی بوری اٹھانے والا ، بڑی بڑی حکومتوں کو تہہ و بالا کرنیوالا ایک غریب بدو کے خیمہ میں چولہا جلا رہا تھا۔

بھائیو عمر فاروق کی کن کن خوبیوں کو شمار کراؤں ، بس اسی پر اکتفاء کرتا ہوں ، وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، ۔

اولاد کی تربیت میں
والدین کا کردار

الحمد للہ العلیّ العظیم والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ رسولہ الکریم ومَن تبعھم باِحسان الیٰ یوم الدین

وبعد:

عن انسؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہُ علیہ وسلم اَکرِمُوا اَولادَکُمْ واحسنوا اٰدابھم،

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنی اولاد کا اکرام کرو، اور ان کو حسن ادب سے آراستہ کرو۔

حضراتِ گرامی جس طرح اولاد پر والدین کی اطاعت فرض ہے اور ان کیساتھ احسان کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے اولاد کو دیا ہے، اور انکو کسی بھی قسم کی چھوٹی یا بڑی تکلیف پہنچانا حرام قرار دیا ہے، یہاں تک کہ اُف کہنے کو بھی حرام کر دیا ہے

کیونکہ والدین کے احسانات اتنے عظیم ہیں۔ ان کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ ان کا حق اولاد نہیں ادا کر سکتی اسی لئے حکم دیا کہ تم اپنے والدین کیلئے سراپا اطاعت بن جاؤ، ان کے قدموں کی دھول بن جاؤ، ان کیخدمت گذاری اپنا شیوہ بنالو، اس لئے کہ وہی تمہاری جنت اور دوزخ ہیں، انکی رضا اللہ کی رضا ہے، ان کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی ہے، جیسا کہ آیت قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں تفصیل سے ان کو بیان کیا گیا ہے۔

برادران ملت ایک طرف تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد پر والدین کے حقوق کو بیان کر کے ان کو ادا کرنے کا مکلف بنایا ہے، لیکن اسی کے ساتھ ہی ساتھ والدین پر اولاد کی تعلیم و تربیت اور ایمان و عمل کے صحیح و صالح بنانے کی ذمہ داری ان پر ڈالی ہے، والدین کو مکلف بنایا ہے کہ اپنی اولاد کی اسلامی تربیت کریں، اس لئے کہ بچہ وہی راہ اختیار کرتا ہے جس راہ پہ اس کے والدین چلاتے ہیں، وہ کام کرتا ہے جو کام اس کے والدین کرتے ہیں، وہی عقیدہ اپناتا ہے جس پر اپنے ماں باپ کو پاتا ہے، اگر والدین نے اولاد کی تعلیم و تربیت میں اپنے فرائض کو ادا نہیں کیا، اولاد کے حقوق ادا نہیں کئے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں ان سے مواخذہ ہوگا جس طرح اولاد کی نافرمانی قابل گرفت ہے، اسی طرح والدین کی کوتاہی قابل مواخذہ ہے، والدین کا اپنے بچوں پر کتنا اثر پڑتا ہے، اس کا اندازہ اس حدیث سے لگائیے کہ اللہ کے حبیب و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کلّ مولود یولدُ علی الفطرۃ فأبواہ یھوّدانہ او ینصّرانہ او یمجّسانہ،

کہ ہر بچہ فطرۃً مسلمان ہوتا ہے مگر اس کے ماں باپ اس کو یہودی، یا

نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

اولاد کی تعلیم و تربیت کا ذمہ دار والدین کو اس لئے بنایا گیا ہے کہ والدین بچوں کی پہلی تربیت گاہ ہوتے ہیں، پہلا مدرس ہوتے ہیں، بچہ سب سے زیادہ اپنے والدین سے متاثر ہوتا ہے، ان کی حرکات وسکنات کو اختیار کرتا ہے، انھیں کے کردار کو اپناتا ہے لہٰذا یہ ضروری تھا کہ ایسے وقت میں جبکہ ذہن سادہ ہے اس پر اللہ کی عظمت وکبریائی، توحید و خدائیت والوہیت کا نقش ابھارا جائے، اس کو اسلام کے فطری اصول و قوانین کا عادی و خوگر بنایا جائے اس کے دل میں تخلیق انسانی کا مقصد اور انسان کی ذمہ داریوں کا احساس پیدا کیا جائے تاکہ وہ اللہ کا فرمانبردار بندہ ہو، اطاعت شعار بندہ ہو۔ اس لئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حقُ الوَلَدِ علیٰ الوالدِ اَن یحسن اِسمہ ویحسن ادبہ،

(رواہ البیہقی)

باپ پر بچے کا حق یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو حسنِ ادب سے آراستہ کرے۔

اب سوال یہ ہے کہ اچھا نام کون ہو سکتا ہے تو اس سلسلہ میں والدین کی رہنمائی فرمادی ہے۔ مسلم شریف کی روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارے ناموں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے، اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ، سَمُّوا بِاَسْمَاءِ الاَنْبِیَاءِ، انبیاء علیہم السلام کے نام پر نام رکھو۔

لیکن ولادت کے بعد اچھا نام ہی کافی نہیں بلکہ والدین کی ذمہ داری یہ بھی ہے

Scanned by CamScanner

کہ نومولود کے کان میں سب سے پہلی آواز اللہ اکبر کی پہونچے، پیدا ہوتے ہی اس کے داہنے کان میں اذان کے کلمات کہے جائیں اور بائیں کان میں اقامت کے کلمات کہے جائیں، یہ بچے کا والدین پر پہلا حق ہے تاکہ اول دن ہی سے وہ توحید سے آشنا ہو جائے اور ایمان کا نور اس کے دل میں اتر جائے، اور جہاں تک حسن تربیت اور حسن ادب کا معاملہ ہے تو اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَکْرِمُوا اَوْلَادَکُمْ وَاَحْسِنُوا اَدَبَهُمْ (ابن ماجة) اپنی اولاد کا اکرام کرو اور اس کو حسن ادب سے آراستہ کرو، یعنی اس کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دو تاکہ وہ ادب سے آگاہ ہو، اور اکرام کا مطلب یہ ہے کہ ان کو امانت سمجھ کر ان کی قدر کرو، وہ اللہ کا عطیہ ہیں، وہ تمہارے لئے ذخیرۂ آخرت ہیں، صدقہ جاریہ ہیں۔

حضرات یہ تو ابتدائی ذمہ داری ہے اور اس کے بعد اولاد جب کچھ باشعور ہو جائے تو دوسری ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز چھوڑنے پر انکو مارو اور ان کے بستروں کو الگ کردو، اولاد کی اسلامی تربیت کتنی ضروری ہے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کے عہد خلافت میں ایک دفعہ ایک شخص نے آکر شکایت کی کہ امیر المؤمنین میرا لڑکا میری اطاعت نہیں کرتا، میرے حقوق نہیں ادا کرتا میرا خیال نہیں رکھتا، یہ سن کر امیر المؤمنین کو بہت غصہ آیا کہ کیسا نالائق لڑکا ہے کہ باپ کی نافرمانی کرتا ہے، آپ نے اس کو بلوایا تاکہ سرزنش کریں، لڑکا آیا تو حضرت عمر فاروقؓ نے ناراضگی کے انداز میں اس سے نافرمانی کی وجہ پوچھی کہ کیسے لڑکے ہو اپنے باپ کو

Scanned by CamScanner

تکلیف پہنچاتے ہو تم کو سزا ملنی چاہیئے، لڑکے نے عرض کیا امیر المومنین میری بات بھی سنئے، یقیناً یہ میرے باپ ہیں، ان کے حقوق بہت زیادہ ہیں لیکن ذرا پوچھئے کہ انھوں نے میرا کتنا حق ادا کیا ہے میری اصلاح وتربیت میں اپنا فرض ادا کیا کہ نہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکوں کا اچھا نام رکھنے کا حکم دیا جبکہ میرے باپ نے میرا نام جُعَل رکھا (جعل گندگی کے کیڑے کو کہا جاتا ہے) میرے باپ نے میری تعلیم پر کوئی توجہ نہیں دی، مجھ کو اللہ اور اس کے رسول کے حقوق سے آگاہ نہیں کیا، والدین اور دوسرے لوگوں کے حقوق سے باخبر نہیں کیا، میرے ساتھ کبھی محبت سے پیش نہیں آئے، پھر میں جس چیز کو جانتا ہی نہیں اس کو کیسے پورا کر سکتا ہوں، میں نہیں جانتا کہ والدین کے کیا حقوق مجھ پر واجب ہیں، یہ سنکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ تمہارے لڑکے کی کوئی غلطی نہیں ہے بلکہ اصل مجرم تم ہو، تمہارے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

حضرات ذرا غور کیجئے وہ ماں باپ جن کو اپنی اولاد کی تربیت کی کوئی فکر نہیں ہے نہ ان کی تعلیم کی فکر ہے، نہ نماز کی فکر ہے، نہ تہذیب کی فکر ہے، نہ اخلاق کی فکر ہے، لڑکے عام طور پر نماز چھوڑتے ہیں، لیکن والدین تنبیہ نہیں کرتے خیال نہیں کرتے کہ انکو نماز کا عادی بنائیں، بچے مدرسہ جاتے ہیں یا نہیں جاتے اس کا کچھ خیال نہیں، اگر پڑھنے جاتے ہیں تو ہم کو اتنی توفیق بھی نہیں ہوتی کہ کچھ وقت نکال کر ان کی تعلیم کا جائزہ لیں، بچوں کے ساتھ کچھ وقت گذاریں، ان کے سوالات کا جواب دیں، ان کو اچھی باتیں بتائیں، اگر وہ بدزبانی کرتے ہیں تو ان کو روکیں، زبان کی اصلاح کریں، ان کے مزاج کو اسلامی مزاج بنائیں، ان کے دلوں میں اسلام کی عظمت پیدا کریں، آج کل لوگوں کو عام شکایت ہے کہ اولاد نافرمان ہو گئی ہے، بے راہ ہو گئی ہے، والدین کی باغی بن گئی ہے

اور یہ سچ ہے، ایک تلخ حقیقت ہے، لیکن یہ بگاڑ کیوں پیدا ہوا، یہ کس کی غفلت کا نتیجہ ہے کن کی کوتاہیوں کا ثمرہ ہے، سنئے اس بگاڑ میں سب سے بڑا ہاتھ والدین کا ہے، بچے تو بچے تھے جب بگڑ رہے تھے گالیاں دے رہے تھے نماز چھوڑ رہے تھے، پڑھنے سے بھاگ رہے تھے تو والدین نے پیار کی وجہ سے کچھ نہیں کہا یا پھر ان کو موقع ہی نہیں تھا کہ اس کا خیال کریں، کبھی کسی کی شکایت پر تنبیہ کر دی ورنہ وہ بھی نہیں اور اکثر تو بچوں کی بے جا حمایت ہوتی ہے، یہ عام طور پر ہوتا ہے کہ بچوں کی کسی بھی غلط حرکت کو بچہ کہکر نظر انداز کر دیا جاتا ہے پھر جب بچہ بڑا ہو کر وبالِ جان بن جاتا ہے، بگڑ جاتا ہے اور والدین کو خاطر میں نہیں لاتا تو پھر والدین کو شکایت ہوتی ہے، جب وہ بالغ ہو گئے، اپنے آپ کے مالک ہو گئے تو فکر پیدا ہوئی اصلاح کی، جب اپنے بس میں تھے اپنی ذمہ داری میں تھے تو ہم نے کوئی توجہ نہیں دی، عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ تربیت کے لئے ڈانٹ ڈپٹ ضروری ہے ایسا سوچنا غلط ہے، بچوں کو کبھی پیار سے سمجھایا جاتا ہے، کسی غلط حرکت کا عادی ہو گیا، نالائق لڑکوں میں پڑ گیا تو بہتر علاج یہ ہے کہ والدین انکو سمجھائیں، اپنے ساتھ رکھیں، کسی کام میں مصروف رکھیں، ان کو پڑھنے کی تاکید کریں، کچھ وقت ان کو دیں، اپنے ساتھ نماز پڑھنے لیجائیں، نماز کا طریقہ سکھائیں، کھانے کا طریقہ بتائیں، اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائیں، کپڑے لباس کی نظافت کا خیال کریں، پاکیزگی کا دھیان دیں، انکو اپنے اسلاف کے قصے سنائیں، قرآن پڑھائیں یا پڑھ کر آئے تو اس کو سنیں، آیات یاد کرائیں، گالی دینے کی عادت ہو تو اسے چھڑائیں، اگر ماں کے ساتھ بدتمیزی کرے، کسی حکم سے انکار کرے تو باپ سرزنش کرے، باپ کے ساتھ بدتمیزی کرے تو ماں سمجھائے، دوسرے افراد بھی محبت سے اس کو سمجھائیں، جب بچوں کی اچھی تربیت ہوگی تو اچھا معاشرہ وجود میں آئیگا۔

وما علینا الا البلاغ

اسلامی اتحاد کیسے ہو

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، امّا بعد!

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا،

برادرانِ ملت مسلمانوں کی موجودہ زندگی اور ان کے اندر پائے جانیوالے افتراق کو دیکھ کر قوم کے دانشور طبقہ فکرمند ہیں کہ مسلمانوں میں کس طرح وہ مثالی اتحاد پیدا کیا جائے جس کا نمونہ گذشتہ صدیوں میں دنیا نے دیکھا تھا، جس اتحاد میں اقوام عالم کو اسلامی قوت کے سامنے سرنگوں ہونے پر مجبور کر دیا تھا، لیکن آج وہی متحد مسلم قوم کا انتشار ضرب المثل بن گیا ہے، ان کی وحدت کا شیرازہ منتشر ہو گیا ہے، ان کے اتحاد کا سرچشمہ، ان کے اتفاق کا مرکز، قرآن کریم اب بھی اپنے تمام تر تاثیرات کے ساتھ اسلامی اتحاد کی دعوت دیتا ہے، لیکن اختلافات و تنازعات میں گرفتار امت اسلامیہ اپنے درد کا مداوا، اپنے دکھ کا علاج، غیر قوموں کے طریقۂ عمل میں تلاش کرتی ہے

لہٰذا مغربی افکار و نظریات سے متاثر دانشورانِ قوم جب اتحادِ امت کا نسخہ پیش کرتے ہیں تو عالمی پیمانے پر گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آج وقت آگیا ہے کہ ایشیائی مسلمان متحد ہو جائیں، آج عرب کے مسلمان متحد ہو جائیں، ہندوستان کے مسلمان متحد ہو جائیں اور اگر اتحاد کا دائرہ ملکی پیمانہ پر ہے، علاقائی پیمانہ پر ہے تو پھر کہا جاتا ہے کہ یوپی کے مسلمان متحد ہو جائیں، بہار کے مسلمان متحد ہو جائیں، فلاں ضلع کے مسلمان متحد ہو جائیں، گویا علاقائیت کی بنیاد پر اتحاد کی بات کیجاتی ہے یا نسل اور ذات پات کی بنیاد پر اتحاد کی بات کیجاتی ہے یا پھر زبان کو اتحاد کا معیار بنایا جاتا ہے۔ کبھی مسلک کی بنیاد پر اتحاد کی باتیں ہوتی ہیں، کبھی عقائد کی بنیاد پر اس کی کوشش ہوتی ہے۔

برادرانِ ملت

اسلامی اتحاد قائم کرنے کیلئے بے شمار تنظیمیں ہیں، آئے دن ملی اتحاد کا نعرہ بلند کر کے ایک جماعت وجود میں آجاتی ہے، کوئی تنظیم قائم ہو جاتی ہے، زور و شور سے کانفرنسیں ہوتی ہیں، اعلیٰ پیمانہ پر سیمینار ہوتے ہیں، سرگرمی کے ساتھ بیانات جاری کئے جاتے ہیں اور کچھ اس قسم کی فضا بنا دی جاتی ہے کہ محسوس ہوتا ہے کہ اب ایک مستحکم اتحاد قائم ہو جائیگا لیکن عملی طور پر کسی اتحاد کا وجود نظر نہیں آتا، البتہ ایک جماعت وجود میں آ کر افتراق میں اضافہ کر دیتی ہے، اور تعجب تو اس پر ہے کہ ہر جماعت اتحاد کی راہ میں دوسری جماعت کو رکاوٹ قرار دیتی ہے، ہر مسلک والے دوسرے مسلک والوں کو اتحاد نہ ہونے کا الزام دیتے ہیں، اور سب یہی کہتے ہیں کہ اتحاد ہماری جماعت کے ذریعہ ممکن ہے وغیرہ وغیرہ۔

عزیزانِ ملت

دنیا نے بڑا تجربہ کرلیا ہے، قوموں کے درمیان رنگ و نسل، زبان و مکان، ملک وطن کے نام پر اتحاد پیدا کرنے کا اور

محدود پیمانہ پر وقتی اتحاد قائم کرلیا جاتا ہے لیکن یہ اسلامی اتحاد نہیں، یہ تو نسلی وقومی اتحاد ہے، یہ کیسا اتحاد ہے کہ سندھی متحد ہوکر مہاجر مسلمانوں کو تہہ تیغ کریں، یہ کیسا اتحاد ہے کہ عرب متحد ہوکر غیر عرب مسلمانوں کو حقیر سمجھیں، یہ کونسا اتحاد ہے کہ شیخ متحد ہوکر انصاریوں کو حقارت سے دیکھیں، سید متحد ہوکر شیخوں کو حقیر جانیں، یہ اتحاد نہیں افتراق ہے، اتفاق نہیں انتشار ہے، جمعیت کو توڑنا ہے۔

پھر آپ غور کریں کہ کیا اسلام نسلیت وقومیت، علاقائیت ووطنیت کو زندہ کرنے، فروغ دینے کے لئے آیا تھا یا اس نظریہ کو ختم کرنے کے لئے آیا تھا، ہندی، عرب، چینی، سندھی کیا چیز ہے، مسلمان کوئی بھی ہو، کسی بھی جگہ کا ہو وہ مسلمان ہے، ایک دوسرے کا بھائی ہے، غمگسار ہے، دوست ہے، ہمدرد ہے، علامہ اقبال نے مسلمانوں کے ہمہ گیر تعلقات اور ملک ووطن کی بحث سے بلند ہوکر محض مسلمان ہونے کی شان اس طرح بیان کی:

چین وعرب ہمارا ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

برادران اسلام

اگر ہم مسلم قوم کو زوال کی گہرائیوں سے نکال کر عروج کی بلندیوں پر پہنچانا چاہتے ہیں، انتشار کی ذلت سے بچاکر اتحاد کی دولت سے ہمکنار کرنا چاہتے ہیں، اختلاف کی دلدل سے نکال کر اتفاق کے گلشن میں پہنچانا چاہتے ہیں تو پھر ہم کو اسلامی اتحاد پیدا کرنا ہوگا، لیکن اتنا جان لیجئے کہ یہ اسلامی اتحاد صرف اور صرف کلمۂ توحید کی بنیاد پر قائم ہوگا، وہ کلمۂ توحید جس نے خاندانی امتیاز، قومی تفاخر، قبائلی عصبیت، نسلی برتری، لسانی تفوق کو ختم کرکے دنیا کے تمام مسلمانوں کو ایک اللہ

کے سامنے جھکا دیا، مختلف قسم اور مختلف مزاج انسانوں کو علاقائیت، قومیت کے تعصب سے پاک کر کے ایک صف میں کھڑا کر دیا تھا، آپس میں بھائی بھائی بنا دیا تھا:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

سب مسلمان تھے، سب بھائی بھائی تھے، سب ایک ماں باپ کی اولاد تھے، نہ کوئی عربی تھا نہ کوئی عجمی، نہ کوئی ہندی تھا نہ کوئی چینی، بلکہ ایسا اتحاد تھا کہ بلال وخباب، یاسر وسلمان، ابوبکر وعمر، عثمان وعلی، انصار ومہاجر، مکی ومدنی، تمیمی وخزائی سب ایک صف میں کھڑے دکھائی دیتے تھے، ایسا جامع معاشرہ اور اتنا عظیم اتحاد تھا جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی اساس پر وجود میں آیا تھا اور جس نے دنیا کو زندگی گذارنے کا درس دیا تھا کہ متحدہ نظر، متحدہ فکر کیسی ہوتی ہے۔

برادرانِ ملت

اسلام نے اتحاد کا سرچشمہ قرآن کریم کو قرار دیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا،

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ مت پیدا کرو، اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جبکہ تم آپس میں دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔

قرآن کریم آج بھی دلوں کو جوڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے، قرآن کریم

Scanned by CamScanner

آج بھی وہی تاثیر رکھتا ہے، اگر ہم سب مل کر قرآن کی تعلیمات پر خلوص نیت کے ساتھ عمل پیرا ہو جائیں تو پھر ویسا ہی اتحاد پیدا ہو جائے گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے مختلف قبائل و خاندان کو کلمہ توحید کی بنیاد پر تیار کر کے قائم کیا تھا۔

برادران اسلام یہ جواب ہے اس سوال کا کہ اسلامی اتحاد کس طرح ممکن ہے، اور اگر ہم نے ایمان و عقیدہ اور قرآن و حدیث کی بنیاد پر اتحاد کیا تو یہ اتحاد پائیدار ہوگا، جاندار ہوگا، غیر متزلزل ہوگا، پھر اس کے اثرات، فتح و نصرت، عزت و عظمت، شان و شوکت، اخوت و مساوات کی شکل میں ظاہر ہوں گے، اس کے ثمرات بڑے شاندار ہوں گے، اس کے نتائج ہماری خواہشات کے مطابق ہوں گے، کاش کہ ہم اغیار کی نقل کرنے کے بجائے اپنی آسمانی دستور پر متحد ہو جائیں تو پھر علاقوں، نسلوں، قوموں کا جھگڑا ہی مٹ جاتا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

Scanned by CamScanner

تو اے شرمندۂ ساحل اچھل کر بیکراں ہو جا

از ــــــــــ مرتب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم،

اما بعد!

تابکے خواب تغافل میں رہے گا مسلم
ہوش میں آکے ذرا دیکھ تو پستی اپنی
پائے تحقیر سے ٹھکراتی ہے دنیا تجھ کو
اور تو بھول گیا قوم پرستی اپنی

حضرات گرامی آج ہم جس دور سے گذر رہے ہیں یہ ایک نہایت حساس اور عبرتناک دور ہے، چاہے اخلاقی اعتبار سے ہو یا معاشی اعتبار سے، سماجی اعتبار سے ہو یا سیاسی اعتبار سے آج ہم بری طرح ظلم وستم کے شکنجے میں جکڑے ہوئے ہیں، ہماری مسجدیں مندروں میں تبدیل کیجا رہی ہیں، ہمارے حقوق پامال

کیے جا رہے ہیں، ہمیں پائے تحقیر سے ٹھکرایا جا رہا ہے، ہماری زمینیں غصب کیجا رہی ہیں، آج قومی سطح پر ہماری کوئی پوچھ نہیں، ہم گاجر مولی کیطرح کاٹے جا رہے ہیں، ہمارے نشیمن کو نذر آتش کیا جا رہا ہے۔

الغرض: ہم ہر طرح سے ظلم وستم کی چکی میں پیسے جا رہے ہیں،

ایک ہنگامۂ محشر ہو تو اس کو بھولوں
سیکڑوں باتوں کا رہ رہ کے خیال آتا ہے

آہ! وہ قوم جس کی تخلیق پھولنے پھلنے کے لئے کی گئی تھی، جس کی تخلیق گرجنے برسنے کے لئے کی گئی تھی، آج اس کا کوئی پرسان حال نہیں، آہ! وہ قوم جنکا شیوہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تھا آج وہ خود چاہ ضلالت میں گری پڑی ہے۔

برادران اسلام آج ہم اپنی آپ بیتی کو یاد کرتے ہیں تو ہمیں رونا آتا ہے، جب ہم اپنے حالات وکیفیات کا جائزہ لیتے ہیں تو قلب مضطرب اور بے چین ہو جاتا ہے، آج ہماری قوم روس کی رہنے والی ہو یا امریکہ کی، چین کی رہنے والی ہو یا جاپان کی، ایران کی رہنے والی ہو یا عراق کی، ہندوستان کی رہنے والی ہو یا پاکستان کی چاہے کسی بھی خطہ کی رہنے والی ہو آخر کیوں وحشت و بربریت کا شکار ہے؟ ہم ہی کیوں سہمے سہمے نظر آتے ہیں؟ کیا اللہ کا وہ وعدہ لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ہمارے ساتھ نہیں؟ کیا اللہ نے ہمیں خیر الامت کے لقب سے ملقب نہیں کیا؟ کیا اللہ نے ہمیں اشرف المخلوقات نہیں بنایا؟ کیا قرآن وحدیث ہمارے تھا نہیں آخر ہم بھی تو اسی اسلام کے ماننے والے ہیں جس اسلام کے ماننے والے پہلی صدی کے لوگ تھے، اسلام نے ہی حضرت ابوبکرؓ جیسے مخلص، حضرت عمرؓ جیسے جری، حضرت عثمانؓ جیسے

پاکباز، حضرت علیؓ جیسے شجاع، حضرت ایوبؑ جیسے صابر، حضرت خالد بن ولید جیسے جنگ آزمودہ، صلاح الدین ایوبی جیسے فاتح بیت المقدس، محمد بن قاسم جیسے فاتح سندھ، اور شاہ اسماعیل جیسے دشمن کفار پیدا کیئے، آخر ہم بھی اسی اسلام کے ماننے والے ہیں لیکن ہماری دعائیں کیوں اثر نہیں کرتیں اس کی کیا وجہ ہے؟

مسلمانو! ذرا عقل سلیم کا صحیح استعمال کرو، اور سوچو کہ آخر ایسا کیوں ہے؟ تو یہ بات روز روشن کیطرح عیاں ہو جائے گی کہ یہ تمام آفات و مصائب، قہر و عذاب جو ہم پر نازل ہو رہے ہیں یہ ہماری ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے، جس کی صراحت خود قرآن کر رہا ہے ارشاد باری ہے: وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وہ اس طرح کہ ہم نے قرآن کریم کو بالائے طاق رکھ دیا، ہم نے آپسی اخوت و بھائی چارگی کو پس پشت ڈال دیا، ہم نے باہمی اتحاد و اتفاق کے بجائے آپس میں افتراق و انتشار برپا کیا، شیطان سے بظاہر نفرت کی مگر بباطن دوستی برقرار رکھی، عشق رسولؐ کا دعویٰ کیا مگر فرمودات کو ٹھکرا دیا، ہم مردوں کو روز دفن کرتے ہیں مگر اس سے سبق حاصل نہیں کرتے، جہنم سے ہمیشہ خوف کھاتے ہیں، مگر اس سے بچنے کے لئے عمل صالح نہیں کرتے جو کہ حصول جنت کا ذریعہ ہے۔

مٹا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

یہی وجہ ہے کہ آج ہم نکبت و ادبار کی زندگی گذار رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج ہم رسوا و خستہ نظر آتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہماری عزت پر یلغار ہے اور آج دنیا میں ہمارا کچھ وقار نہیں۔

Scanned by CamScanner

اسلامی بھائیو ذرا یاد کرو اس زمانہ کو جبکہ ہلالی پرچم بام عروج پر تھا، یاد کرو اس وقت کو جبکہ قیصر و کسریٰ جیسی سپر طاقت حکومتیں ہم سے حواس باختہ تھیں اعداء اسلام ہمارا تذکرہ سن کر لرزہ براندام ہو جاتے تھے، دنیا ہماری شہرت و ناموری سنکر مخبوط الحواس تھی، کسی نے کیا خوب کہا ہے:

تھی کون سی جگہ یاں سایہ نہ تھا ہمارا
دونوں جہاں میں یار و آباد تھے تو ہم تھے
تعمیر دو جہاں کی بنیاد تھے تو ہم تھے
دیکھا پرکھ پرکھ کر آخر نظر پڑا یہ
گر نقد تھے تو ہم تھے نقاد تھے تو ہم تھے

غرض کہ ہم جہاں بھی گئے کامیابی و کامرانی نے ہماری قدم بوسی کی، ہم نے جدھر بھی رخ کیا فتح و ظفر نے بڑھ کر ہمارا استقبال کیا۔

توحید و سنت کے متوالو! ذرا غور تو کرو کہ ان صالحین میں وہ کون سی ایٹمی طاقت تھی جس سے ساری دنیا پر وہ قابض تھے ان کے پاس وہ کونسا اسلحہ تھا جس سے کائنات عالم ان کے زیر نگیں تھا، نہیں مسلمانو! ان کے پاس کچھ نہیں تھا، ہاں تھی تو صرف ایک چیز، ایمانی جذبہ، قرآنی تعلیم، باہمی اخوت و بھائی چارگی، اور آپسی میل جول، یہی وجہ ہے کہ وہ جو کام بھی کرتے تھے صرف ایمان کی روشنی سے، قرآن کی طاقت سے اسی سبب خاص وہ معزز تھے،

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

مسلمانو کب تک اسی طرح تم بے چین ہو کر زندگی گذارو گے، کب تک تم اپنی ماؤں اور بہنوں کی عزت و ناموس کو لٹتے ہوئے دیکھتے رہو گے، کب تک تمہارے بچے یتیم اور تمہاری بیویاں بیوہ ہوتی رہیں گی، کیا بھاگلپور، بنارس، بدایوں، سہسرام اور سیتامڑھی کے قتل و غارتگری کے واقعات نے تمہاری آنکھیں نہیں کھولیں، کتنی مائیں اپنے دودھ پیتے بچوں سے الگ ہو گئیں، کتنی عزت و ناموس پر حملے ہوئے، اور کتنے بچے یتیم ہو گئے، کتنی عورتیں بیوہ ہو گئیں۔

مسلمانو یاد رکھو اگر اب بھی تم غفلت کی نیند میں مست رہو گے تو تم حرف غلط کیطرح مٹا دئے جاؤ گے، تمہارا کوئی پرسان حال نہیں رہے گا، تمہارے ایک ایک نشان نیست و نابود کر دئے جائیں گے، تم ہلاک کر دئیے جاؤ گے، تم بہت سو چکے، اس وقت پوری امت سسک رہی ہے، اگر تم نے اپنے ضمیر کو بیدار نہیں کیا تو جان لو کہ تم بھی قہر الٰہی میں پھنس جاؤ گے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً

تم اس فساد سے بچو جو تم میں سے خاص کر ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔

اگر تم نے اپنی حقیقت کو نہیں پہچانا تو تم بھی بلائے آسمانی میں پھنس جاؤ گے انسانیت چیخ چیخ کر پکار رہی ہے کہ اٹھو اور ظلم و تعدی، شرک و کفر کی گھنگھور گھٹاؤں کو اس صفحۂ ہستی سے مٹا دو، اور پورے معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھال دو،

بحر ہے بے چین کشتی ڈال دے لنگر اٹھا
تاج شاہی منتظر ہے اے مسلماں سر اٹھا

ملت بیضا کے جیالو اگر ہم اس کائنات میں سکون کی زندگی چاہتے ہیں تو پھر

Scanned by CamScanner

سے کربستہ ہونا پڑے گا، سستی وکاہلی، بے حسی و غفلت شعاری، آرام پسندی و سرد مہری کو بالائے طاق رکھنا ہوگا، اپنے عیش و تنعم کے بستر کو دور پھینکنا ہوگا، زیب و زینت، بناؤ سنگار کی آرزوؤں کو ترک کرنا ہوگا، صحابۂ کرام کی روش پر گامزن ہونا پڑے گا، اور ایوانِ باطلہ کو متزلزل کرنا ہوگا۔

مسلمانو اٹھو قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن پر عمل پیرا ہو جاؤ، وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کو اپنا نصب العین بنا لو، اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ کا عملی تفسیر بن جاؤ اور اس کے ساتھ اعلان کر دو

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کے سراپا پیکر و دلدادہ بن جاؤ، کیونکہ تم ہی صاحب اسلام ہو، تم ہی معتقد اسلام ہو، اس لئے ساری دنیا میں اسلام کا لوہا منوالو! ہم نے مانا کہ ہم سب کچھ لٹا چکے ہیں، ہمارے پاس کچھ نہیں کہ ہم خدا کے سامنے اپنا چہرہ دکھ سکیں مگر دربار خدا کھلا ہے، اور خدا کی رحمت کا باب بہت وسیع ہے، اگر ہم نے اب بھی خلوص دل سے توبہ کر لی اور بارگاہ ایزدی میں سر بسجود ہو کر مغفرت طلب کر لی، تو انشاء اللہ ہمیں ہمارا خالق خالی ہاتھ واپس نہیں کرے گا ضرور وہ ہمیں دامن عفو میں جگہ دے گا، جیسا کہ شاعر مشرق نے فرمایا:

نہیں ہے نا امید اقبالؔ اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

Scanned by CamScanner

اور کلامِ الٰہی بھی اس پر دال ہے اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ
اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے قدموں کو جما دے گا، اور اگر
تم نے ایسا نہیں کیا تو جان لو کہ نہ تو تمہیں تمہارا خدا بخشے گا اور نہ ہی تمہاری آئندہ نسلیں۔
سچ ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ،

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

⁂

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

عید الفطر کا پیغام

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ
سید الانبیاء والمرسلین محمد و آلہ واصحابہ
اجمعین الیٰ یوم الدین، امّابعد!

سامعین کرام عید الفطر کے موضوع پر آپ حضرات سے گفتگو کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، خوشی و مسرت کے حسین لمحات کا ذکر کتنا دل آویز ہوتا ہے، طرب و نشاط کا تذکرہ کتنا کیف آور ہوتا ہے اور آج اس ناچیز کو یہ سعادت حاصل ہو رہی ہے کہ ان مبارک لمحات کا ذکر ہے میں تو یہ کہوں گا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

اسلام کا پورا نظام انسانی فطرت کے عین مطابق ہے خواہ مصائب و

آلام کی جانگسل گھڑیاں ہوں خواہ مسرت وشادمانی کی حسین ساعتیں، اسلام نے ہر ایک کا ایک نظم بنایا ہے، ایک ضابطہ مقرر کرکے اس کو عبادت کا درجہ دے دیا ہے اگر بندہ غم وخوشی کے لمحات اور ایام کو انہی ضوابط کے ساتھ گذارتا ہے تو پھر اس کی فطرت وطبیعت کی رعایت بھی ہوگی اور اطاعت وبندگی کا مظہر بھی۔

محبانِ اسلام

سب سے پہلے تو ہم یہ جان لیں کہ انسان کو ہر حال میں اپنے خالق ومالک کا فرمانبردار رہنا ہے اس لئے کہ اس کی فطرت میں عبدیت ہے، فروتنی اس کا عنصر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ،

کہ ہم نے انسان وجنات کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔

لہٰذا رنج ومحن کے مواقع پر بھی اس کو اپنے خالق ومالک سے رجوع کرنا ہے، اور خوشی ومسرت کے مواقع پر بھی اسی واجب الوجود کے سامنے شکر بجالانا ہے، اس لئے عید الفطر کے حسین لمحات میں جبکہ لوگوں میں کیف وسرور کے سوتے پھوٹتے ہیں، مسرت وشادمانی کے کنول کھلتے ہیں، طرب ونشاط انگڑائیاں لیتے ہیں، فرحت وانبساط اٹھکھیلیاں کرتے ہیں، مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ سب کچھ کرنے سے پہلے اپنے خالق ومالک کے دربار میں حاضر ہو کر اس بات کا شکرانہ ادا کرو کہ اس نے تم کو عید کی پرکیف ساعتیں عطا کیں۔ مسرت وشادمانی اور فرحت وانبساط کے لمحات بخشے اور عید الفطر کو تمہارے لئے یوم مغفرت بنادیا، یوم الفطر کو تمہارے لئے یوم انعام بنادیا، اس لئے لازم ہے کہ اس دن جوش کے بجائے ہوش، شیطنیت کے بجائے عبدیت، عصیان کے بجائے اطاعت اور لہو ولعب کے بجائے عبادت کا مظاہرہ کرو، اور یکم شوال کی صبح جبکہ

ایک ماہ کے روزوں کی تکمیل کر چکے ہو، طاعت و عبادت، ذکر و تلاوت سے اپنے قلوب کو منور کر چکے ہو، کھانے پینے اور جماع کرنے کی پابندی سے تم آزاد ہو چکے ہو تو تم اپنے خالق کے عالیشان دربار میں حاضری دو، اور عملی طور پر اس کا اظہار کرو کہ اے ہمارے رب، اے ہمارے خالق و مالک ہم ہر حال میں تیرے مطیع و فرمانبردار ہیں جب تو نے ہمیں اکل و شرب اور جماع سے رکنے کا حکم دیا تو ہم نے حکم بجالایا، جب تو نے عید الفطر کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا تو ہم نے سجدۂ شکر ادا کیا، ہم قید و بند کی حالت میں بھی تیرے فرمانبردار ہیں اور آزادی و خود مختاری کی حالت میں بھی تیرے اطاعت گذار ہیں،

برادران ملت

تہوار تو دنیا کی ہر قوم مناتی ہے اور تہوار درحقیقت قوموں کی ثقافت و حضارت، عقائد و افکار کی عکاسی کرتے ہیں، اور کسی بھی قوم کے تہوار کا مشاہدہ کرلیں ان میں آپ کو ان کے ادیان و مذاہب اور عقائد و افکار کی جھلک ضرور دکھائی دے گی، بلکہ عام طور پر تہوار کسی مذہبی تقریب کے اجتماعی انعقاد کو ہی کہتے ہیں، لہٰذا ہر تہوار میں مذہبی رنگ نمایاں ہوگا، چونکہ اسلام سے قبل عربوں کے جو تہوار تھے ان میں اصنام پرستی کا رواج تھا، بتوں پر چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے، گانا بجانا اور مختلف قسم کی لغویات کا صدور ہوتا تھا مشرکانہ رسومات ادا کیجاتی تھیں لہٰذا اسلام نے ان تہواروں کو ممنوع قرار دیا اور انکی جگہ اسلامی تہوار عطا کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے انصارِ مدینہ کو دیکھا کہ وہ دو دن کھیل کود اور سیر و تفریح میں گذارتے ہیں، آپنے ان سے پوچھا کہ ان تہواروں کی کیا حقیقت ہے ان لوگوں نے بتایا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم یہ زمانۂ جاہلیت ہی سے کرتے چلے

Scanned by CamScanner

آرہے ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں اس سے بہتر تہوار عطا کیا ہے، ایکؔ عید الفطر، دوسرا عید الاضحیٰ،

برادران ملت

میں نے عرض کیا کہ عید ہر قوم مناتی ہے، مومن بھی اور کافر بھی، مگر مومن کی عید اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے ہوتی ہے، جب وہ عید کی صبح عیدگاہ کی طرف جاتا ہے تو اس کے سر پر طاعت و بندگی کا تاج ہوتا ہے، اس کے کندھے پر اسلام کی چادر ہوتی ہے، اس کے دل میں پیار و محبت کے جذبات موجزن ہوتے ہیں، جبکہ کافر کی عید شیطان کو راضی کرنے کے لئے ہوتی ہے، وہ لایعنی حرکات کرتا ہے، بدمستی و خرافات میں مشغول ہوتا ہے، ناچ گانوں میں مصروف ہوتا ہے۔

حضرات گرامی

عید پیار و محبت کا تہوار ہے، اسلامی شان و شوکت کا تہوار ہے، اتحاد و اتفاق کا تہوار ہے، اخوت و مساوات کا تہوار ہے، ہمدردی و غمگساری کا تہوار ہے اور سب سے بڑھ کر انعام خداوندی کا تہوار ہے، اس دن بارگاہ رب العزت سے عبادت گذار، روزہ دار، اطاعت شعار بندوں کو رحمت و مغفرت کا پروانہ ملتا ہے، رزق میں کشادگی کی بشارت ملتی ہے، جنت کی نوید سنائی جاتی ہے، اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر احسان فرماتا ہے، نوازتا ہے، سرفراز کرتا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ شب فطر کا نام شب جائزہ (انعام کی رات) رکھا گیا ہے، عید کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں سے حکم فرماتا ہے کہ زمین پر پھیل جاؤ، چنانچہ فرشتے گلی کوچے میں کھڑے ہوجاتے ہیں اور پکار کر کہتے ہیں" انکی پکار انسان و جنات کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے" اے امت رسول اپنے رب کی طرف

نکلو، وہ تمہیں بہت کچھ عطا کرنا چاہتا ہے، تمہارے کبیرہ گناہ بخش دے گا، اور ایک روایت میں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب لوگ عید الفطر کے دن نماز کیلئے عیدگاہ کیطرف جاتے ہیں تو اللہ ان پر توجہ فرماتا ہے اور کہتا ہے اے میرے بندو! تم نے میرے ہی لئے روزہ رکھا اور میرے ہی لئے نماز پڑھی۔

برادران اسلام عید تو در حقیقت انھیں روزہ داروں، انھیں عبادت گذاروں، انھیں اللہ والوں اور انھیں اطاعت شعاروں کی ہے جنھوں نے رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں میں طاعت و بندگی کا حقیقی کردار ادا کیا، دن کو روزے رکھے اور راتیں تراویح و تہجد میں گذاریں، ذکر و اذکار، تلاوتِ قرآن اور دعا و استغفار میں لگے رہے، جنکی شان یہ ہے وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا۔ ترجمہ؟

ایک شخص نے عید کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ سوکھی روٹی کھا رہے ہیں، اس نے عرض کیا کہ آج عید ہے اور آپ روٹی تناول فرما رہے ہیں، آپ نے جواب دیا کہ عید ان کے لئے ہے جنکے روزے قبول ہوئے، جنکی کوششیں بار آور ثابت ہوئیں، خدا نے ان کے گناہ بخش دیئے، مگر ہماری تو آج وہی عید ہے جو کل ہوگی یعنی جس دن آدمی گناہ نہ کرے وہ دن اس کے لئے عید کا دن ہے۔

سامعین کرام کتنی حقیقت افروز بات ہے، عید کی کتنی صحیح اور سچی تعریف ہے، اور ہم ہیں کہ زرق برق لباس زیب تن کرنے، مشک عنبر مل لینے، شیریں پکوان کھانے، سیر و تفریح کرنے اور دعوتیں اڑانے کو عید کہتے ہیں یہ صحیح ہے کہ عید کے دن نیا لباس پہننا، خوشبو لگانا، شیریں کھانا سنت ہے، اس کا اہتمام بھی

Scanned by CamScanner

ہونا چاہیئے، مگر عید کا حقیقی لطف اسی وقت حاصل ہوگا جبکہ ہم اس دن تمام کدورتیں ختم کرلیں، غریبوں، محتاجوں، یتیموں، ضرورتمندوں کو گلے لگائیں، نفرت وعداوت کو ختم کرکے پیار ومحبت کو بڑھا وادیں، اتحاد واتفاق کا ثبوت دیں، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کریں، اس کی کبریائی کا اعلان کریں، اس کے دربار میں حاضر ہوکر تابعدار اطاعت شعار اور عبادت گذار ہونے کا عہد کریں۔ قرآن کریم کی روحانی تعلیمات پر عمل کرنے کا عزم کریں، جس طرح ہم اپنے ظاہر کو سنوارتے ہیں، لباسوں کا اہتمام کرتے ہیں، خوشبو لگاتے ہیں، اسی طرح اخوت ومحبت کی خوشبو پھیلائیں، اور اپنے باطن کو سجائیں، اگر ہم نے یہ عید کے پیغام کو سمجھ لیا تو پھر ہم نے حقیقی عید منائی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی عید منانے کی توفیق مرحمت فرمائے (آمین)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

Scanned by CamScanner

اسلام اور انسان

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین محمد والہٖ وصحبہٖ اجمعین، ومن تبعھم باحسانٍ الیٰ یوم الدین،
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً،
جبکہ تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

سامعین کرام | آج کی اس نورانی بزم میں میری گفتگو کا موضوع "اسلام اور

انسان" ہے، میری کوشش ہوگی کہ میں اسلام اور انسان کے درمیان ربط کو بیان کروں، اور انسان کے لئے اسلام کی ضرورت پر روشنی ڈالوں، میں نے ابھی جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے، یہی وہ کڑی ہے جو اسلام اور انسان کو ایک دوسرے سے جوڑتی ہے، دونوں کے تعلق کو ثابت کرتی ہے کہ اسلام کے لئے انسان ضروری ہے اور انسان کے لئے اسلام ضروری ہے، اسلام کے بغیر انسان اپنے مقصد تخلیق کی تکمیل نہیں کرسکتا اور انسان ہی وہ مخلوق ہے جس کی ذمہ داری اسلام کو فروغ دینا اور اس کو نافذ کرنا ہے،

برادران اسلام ان تمہیدی کلمات کے بعد آیئے ہم غور کریں کہ انسان کے لئے اسلام کیوں ضروری ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اسلام اللہ رب العزت کا وہ پسندیدہ مذہب ہے جو دستور و قانون بنا کر انسان کے لئے نازل کیا گیا، جس کی روشنی میں اس خاکی انسان کو اپنا وظیفہ زندگی ادا کرنا ہے، اپنے مقصد حیات کی تکمیل کرنی ہے وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا، اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں اپنا خلیفہ بنایا ہے، اگر خلافت ارضی مقصود نہ ہوتی تو انسان کی تخلیق نہ ہوتی اور چونکہ خلیفہ کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ جس کا خلیفہ ہے اس کے احکام و اوامر، اصول و ضوابط کا نفاذ کرے، اپنی رائے اور ارادے پر عمل پیرا نہ ہو، پھر جانشیں اسی کو بنایا جاتا ہے جو ان صفات کا حامل ہو جو جانشینی کیلئے ضروری ہے، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ سب سے پہلے وہ خود بھی ان تمام قوانین کو اختیار کرے، جنکا نفاذ اللہ کے دوسرے بندوں پر کرنا ہے۔

برادران اسلام جس طرح کسی حکومت کے لئے قانون و دستور کا ہونا نظام حکومت کیلئے ضروری ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ ارضی کیلئے

آسمانی دستور بشکل اسلام نازل فرمایا ہے، یہ آسمانی دستور انسان کو اس کے مقام ومرتبہ اور منصب سے آگاہ کرتا ہے، اس کے وظیفۂ زندگی سے باخبر کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو کتنا معزز ومکرم بنایا ہے اس کو یاد دلاتا ہے۔

سامعین کرام اسلام ایک انسان کو اس حقیقت سے بار بار آگاہ کرتا ہے کہ اس کی شرافت وعظمت، قدر ومنزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی طاعت وعبادت میں ہے ورنہ وہ ایک قطرۂ ناپاک سے پیدا کیا گیا ہے، جس کا کوئی وجود نہ تھا، کوئی ذکر نہ تھا، یہ تو فضل اس رب العالمین کا جس نے اس کو وجود بخشا، اور اس کے مقام کو بلند کیا۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا، اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا، اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا،

(ترجمہ) بے شک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت آچکا ہے جس میں وہ کوئی قابل تذکرہ چیز نہ تھا (بلکہ نطفہ تھا) ہم نے اس کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا، اس طور پر کہ ہم اس کو مکلف بنائیں تو ہم نے اس کو سننے والا، دیکھنے والا بنایا، ہم نے اس کو سیدھی راہ بتلائی یا تو وہ شکر گذار ہوگیا یا ناشکرا ہوگیا۔

حضرات گرامی یہ اسلام کا فضل ہے کہ اس نے ایک قطرۂ ناپاک سے پیدا ہونے والی مخلوق کو بارگاہ رب العالمین کا مقرب بنا دیا، اس کو فضل

Scanned by CamScanner

خلائق بنادیا، اللہ نے انسان کے لئے اس کائنات کو مسخر کردیا، شمس و قمر، بحر و بر، شجر و حجر کو اس کے تابع بنادیا، وَسَخَّرَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا، اور تمہارے لئے دنیا کی تمام چیزوں کو مسخر کردیا، کہیں فرمایا وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِاَمْرِہٖ، اور مسخر کردیا تمہارے لئے شمس و قمر کو اور ستاروں کو اپنے حکم سے،

غور کیجئے اسلام کیا مقام دے رہا ہے اس خاکی مخلوق کو، اس لئے کہ یہ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ ہے، اس کا وظیفۂ زندگی رب العالمین کی فرمانبرداری ہے، احکم الحاکمین کی بندگی ہے، جب ایک انسان اپنی فطرت سے بغاوت کرتا ہے تو اسلام اس کو یاد دلاتا ہے اور کہتا ہے:

یَا اَیُّہَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوَّاکَ فَعَدَلَکَ فِیْ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّا شَاءَ رَکَّبَکَ

(ترجمہ) اے انسان تجھ کو کس چیز نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے تیرے ربّ کریم سے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تیرے اعضاء کو درست بنایا پھر تمہیں معتدل بنایا، جس صورت میں تم کو چاہا ڈھال دیا

معزز سامعین! انسان ہونے کی حیثیت سے اس خاکی مخلوق کی ذات کو قرآن نے بار بار ذکر کیا ہے، کیونکہ جب انسان اپنی ذات پر غور و فکر کرے گا، اپنی ذات میں پنہاں انعامات خداوندی پر غور کرے گا تو اس کو اپنی اہمیت کا احساس ہوگا، اپنی حیثیت کا ادراک ہوگا، پھر قرآن ان انعامات کو بھی یاد دلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر کیے ہیں:-

Scanned by CamScanner

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللّٰهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ○

(ترجمہ) پوچھو کون تم کو روزی دیتا ہے آسمان و زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھ کا اور نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور کون نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور کون تدبیر کرتا ہے کاموں کی وہ یہی کہیں گے کہ اللہ، کہو پھر کیوں نہیں ڈرتے۔

برادرانِ ملّت اسلام ایک انسان کو بتاتا ہے کہ جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اس کے لئے ہے، هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا، اسی کے ساتھ یہ بھی بتاتا ہے کہ انسان اللہ کے خزانوں پر اللہ کی طرف سے امین ہے۔ اس میں سے خرچ کرنے کی اس کو اجازت ہے، وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ اور خرچ کرو اس میں سے جو اس نے تمہارے ہاتھوں میں دیا ہے اپنا نائب بنا کر، اسلام یہ بھی بتاتا ہے کہ تم کو بیکار نہیں پیدا کیا گیا تمہاری تخلیق کا عظیم مقصد ہے۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ،

کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے،

Scanned by CamScanner

اسلام یہ بھی وضاحت کرتا ہے کہ موت وحیات کا مقصد انسان کی آزمائش ہے اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ (مُلک) اللہ نے موت اور زندگی کو اس لئے بنایا کہ تم کو آزمائے کہ کون اچھا عمل کرتا ہے تم میں سے، یہ بھی ذکر کرتا ہے کہ موت وحیات کیطرح دنیا کی یہ زینت بھی انسان کے لئے امتحان وآزمائش ہے، اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّھَا لِنَبْلُوَھُمْ اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ (کہف) بے شک ہم نے زمین کی چیزوں کو اس کی زینت بنایا تاکہ ہم اہل زمین کو آزمائیں کہ ان میں کس کا عمل اچھا ہوتا ہے۔

برادران اسلام

اسلام نے انسان کو ہر اعتبار سے مخاطب کیا ہے، اس کی زندگی سے متعلق کسی بھی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، آخر ایسا کیوں؟ کبھی ہم نے غور کیا، کبھی ہم نے سوچا اپنی ذات کے بارے میں، غور فرمائیے پورا قرآن ہم کو مخاطب کرتا ہے، پورا اسلام ہم کو مخاطب کرتا ہے، یہ انسان کی عظمت ہے انسان کی قدر ومنزلت ہے، بارگاہ رب العزت میں، اس نے ہم کو عبادت کے لئے پیدا کیا اور پھر ہمارے لئے تمام کائنات کو مسخر کر دیا، چرند وپرند سے لیکر شمس وقمر تک ہم کو فائدہ پہنچانے کے لئے ہیں، اور اس کے بدلے میں صرف یہ مطالبہ ہو رہا ہے،

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ،

اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی پیدا کیا شاید کہ تم ڈرو۔

اس کے معاً بعد پھر اپنے انعامات واحسانات، نوازشات وعنایات کو

یاد دلا رہا ہے:

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً وَّ

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ

رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

(ترجمہ) وہی رب جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا اور

آسمان کو چھت اور نازل کیا آسمان سے پانی پھر نکالا اس کے ذریعہ

پھلوں کو تم لوگوں کی غذا کے واسطے تو تم اللہ کا شریک مت بناؤ

اور حال یہ ہے کہ تم جان رہے ہو۔

محبانِ اسلام

جب عبادت وطاعت، خلافت ونیابت، انسان کا مقصد تخلیق قرار پایا اور اسلام کو انسان کے لئے قانون زندگی اور اصول بندگی بنایا گیا تو پھر اسلام کے بعد کسی دوسرے مذہب کی پیروی قانون الٰہی سے بغاوت ہے، ہر دور میں انسان کے لئے دستور بنائے گئے، انبیاء ومرسلین کی معرفت ان پر نافذ کیا گیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا تو اسلام کی بھی تکمیل کر دی گئی، اب اسلامی نظام زندگی ہی اللہ کا پسندیدہ نظام ہے، منتخب کردہ دستور ہے، جو نسل انسانی کے رشد وہدایت کا ذریعہ فلاح وبہبود کا ضامن ہے، انسان کو اس کا صحیح مقام ومرتبہ عطا کرنے والا، انسان کو انسانیت کی بلندیوں پر پہنچانے والا، انسان کو اشرف المخلوقات بنانے والا، انسان کو اس کے خالق ومالک سے ملانے والا، اسلام کا ہم پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ وہ انسان

کی عند اللہ فضیلت و عزت کے باعث ہمارے تمام کاموں کو عبادت بنانا چاہتا ہے۔
اسلام کے متعلق یہ سمجھنا کہ صرف مسجد میں محدود ہے، صحیح نہیں، اسلام جس طرح معرکہ
کارزار میں اسی طرح بازار میں، اسی طرح دفتر میں، اسی طرح کارخانہ میں، ہماری زندگی
کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جسے ہم اسلام سے باہر سمجھ سکیں، یہ دین و دنیا کی تفریق غلط
ہے، اسلام تو انسان کو ہر وقت عبادت کے اندر رکھنا چاہتا ہے، اس لئے کہ عبادت ہی
اس کا طرۂ امتیاز ہے، بندگی ہی اس کی معراج ہے، اسلام انسانوں کو انسانیت کا
بھولا ہوا سبق یاد دلاتا ہے اور اس کو یاد دلاتا ہے کہ تم جس چیز کے پیچھے بھاگ رہے
ہو، جس دنیا کی چمک دمک پر تم فریفتہ ہو یہ دنیا تو تمہارے ہی لئے پیدا ہوئی ہے، تم
اگر اپنی فطرت پر آجاؤ تو پھر یہ کون و مکان سب تمہارے لئے ہیں۔ تم کہاں دنیا کے
فریب میں آگئے اور دنیائے فانی کی چند روزہ رعنائیوں میں کھو کر اپنے رب کو بھول
گئے، اس سے سرکشی کی، اس سے بغاوت کی، اس کی نعمتوں کا انکار کیا، اس کے احسانات
کو فراموش کر دیا، قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اَکْفَرَهٗ ہلاک ہو انسان کتنا ناشکرا ہے

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی، اِنَّ
هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی،

بلکہ تم دنیا کی زندگی کو مقدم کرتے ہو حالانکہ آخرت زیادہ بہتر اور باقی رہنے والی
ہے، بیشک یہ لکھا ہوا ہے پہلے صحیفوں میں یعنی ابراہیم اور موسیٰ علیہما السّلام کے صحیفوں میں

علامہ اقبال فرماتے ہیں:

اس سراب رنگ و بو کو گلستاں سمجھا ہے تو
آہ! اے ناداں قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

Scanned by CamScanner

اسلام اور مستشرقین

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاءؑ والمرسلین محمدٍ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین، امّا بعد!

حضراتِ سامعین! آج اسلام اور مستشرقین پر مختصراً روشنی ڈالنی ہے۔ مستشرقین یورپ و امریکہ، جرمنی و فرانس اور برطانیہ کے ان غیر مسلم دانشوروں کو کہا جاتا ہے جو اسلامی علوم وفنون میں صلاحیت و استعداد پیدا کرتے ہیں، اور تفسیر و حدیث، سیرت و تاریخ، فقہ و اصول فقہ نیز دیگر اسلامی علوم میں تحقیقی مقالے اور مضامین لکھتے ہیں، ضخیم تصانیف و تالیفات کے ذریعہ اسلام کی خدمت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن پس پردہ انکا مقصد اسلام کے رخِ روشن کو داغدار کرنا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع الصفات، مجمع الکمالات شخصیت کو

مطعون کرنا ہے تاکہ مسلمانانِ عالم میں الحاد وارتداد، لادینیت ولامذہبیت کی آبیاری کیجائے، قرآنی تعلیمات سے برگشتہ کر کے ان کو ناکارہ بنادیا جائے، اس لئے کہ یہود و نصاریٰ کے لئے مشرکین وکفار کے لئے مسلمانوں کا وجود سب سے خطرناک ہے، لہٰذا اپنے وجود کی بقاء کے لئے انکو ضروری ہے کہ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹادیا جائے،

برادرانِ اسلام دشمنانِ اسلام نے صدیوں جاں توڑ کوشش کی کہ قتل و قتال جنگ وجدال کا بازار گرم کر کے مسلمانوں کو نیست ونابود کر دیا جائے مگر مسلمانوں نے انکی تمام تر طاقتوں کے باوجود سپر نہیں ڈالا بلکہ ہر محاذ پر یہود ونصاریٰ کو شکست سے دوچار کیا، باطل پرستوں، طاغوت کے پجاریوں کو انھوں نے جتادیا کہ

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

لہٰذا دشمنانِ اسلام نے انداز بدل دیا اور میدانِ جنگ میں اترنے کے بجائے اب انھوں نے اسلامی تعلیمات، قرآنی آیات، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو نشانہ بنایا، قلم کا زور استعمال کیا، ذہن کی طاقت لگائی اور شکوک وشبہات، بہتان وافتراء کے غبار اڑا کر اسلام کے آئینہ کو میلا کرنے کی سازش کی، مسلمانوں کے کردار کو، اسلامی شخصیات کے کردار کو موضوع بنایا، سترہویں صدی سے لیکر آج تک ہزاروں مستشرق رات دن اسلام کے خلاف لکھنے پڑھنے بحث وتحقیق میں مصروفِ عمل رہے اور ہیں۔

استشراقی تحریک کا آغاز تو صلیبی جنگوں میں انکی پے در پے ناکامیوں کے

بعد ہی ہوگیا تھا مگر اس میں زور سترہویں صدی سے پیدا ہونا شروع ہوا، استشراقی تحریک کا ایک مقصد تو وہی ہے جو ہم نے بیان کیا، دوسرا مقصد یہ تھا کہ یورپ کی عوام کے سامنے اسلام کی ایسی تصویر پیش کیجائے کہ وہ اسلام کو وحشی افراد، غیر مہذب انسانوں کا مذہب تسلیم کرلیں، اسلام کو انسانیت کا دشمن، عورتوں کا دشمن، آزادی کا دشمن سمجھ کر اس کو قبول کرنے سے گریز کریں۔

برادران ملت بیضا! مستشرقین کے گھناؤنے مقاصد کے لئے جو سب سے زیادہ مؤثر حربہ تھا وہ یہ کہ اسلام کے علمی ذخیروں پر قبضہ کرلیا جائے، لہٰذا یورپ کے علمی اداروں، قومی میوزیم اور کتب خانوں میں اسلامی تاریخ کے تمام مآخذ و مصادر جمع کردیئے گئے اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ مسلمان اپنی تاریخ کے مستند مآخذ کے لئے مستقل طور پر مستشرقین کے دست نگر بن گئے۔ اور مستشرقین کی اس سازش کے اثرات کتنے وسیع پیمانہ پر مرتب ہوئے اس کا اندازہ آپ حضرات اپنی حالت سے کرلیجئے،

بتایئے آپ میں کون ایسا ہے جس کو تاریخ اسلام سے رغبت و دلچسپی ہے اسلام کی تاریخی شخصیات سے واقفیت ہے، اور اگر آپ اس سلسلہ میں تاریخی روایات تلاش بھی کرلیں گے تو اتنی متضاد تصویریں سامنے آئیں گی جس کے بعد آپ خود اسلامی تاریخ سے دل برداشتہ ہوکر کنارہ کش ہوجائیں گے، اس لئے کہ ہمارے تاریخی حوالہ جات وہی ہیں جو مستشرقین نے پیش کئے ہیں اور ان میں کتنی تبدیلیاں کردی ہیں کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔

موقع نہیں ہے کہ تفصیل سے حوالوں کے ساتھ مستشرقین کی افتراپردازیوں

Scanned by CamScanner

اور ان کے طریقہ کار پر روشنی ڈالی جائے، صرف سرسری انداز میں لطف بھی نہیں آئیگا اس موضوع پر باضابطہ مطالعہ کرنے، لکچر سننے اور تحقیق کرنے کی ضرورت ہے، بہر حال مستشرقین کا ایک حربہ یہ ہے کہ دروغ بیانی اور افترا پردازی سے اتنا زیادہ کام لیا جائے کہ نفسیاتی طور پر مسلمان جھوٹ کو سچ ماننے لگیں، اور اپنی تحریروں سے مسلمانوں کو اتنا زیادہ غیض وغضب میں مبتلا کردیا جائے کہ وہ سنجیدگی کے ساتھ ہماری کذب بیانیوں کا جواب نہ دے سکیں،

پھر بھی سنجیدہ علماء ومفکرین نے اس سازش کو سمجھا اور جب ولیم میور کی کتاب "سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" شائع ہوئی، جس میں اس نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے تو سر سید احمد خاں نے اس کا مسکت جواب لکھا، اور اسکندریہ کے کتب خانہ کو جلانے کا الزام جب لگایا گیا تو شبلی نعمانی نے "الفاروق" لکھ کر جواب دیا۔

برادران ملت

مستشرقین اسلام دشمن عناصر پر بہت زیادہ مہربان ہوتے ہیں خصوصًا یہودیوں کے لئے، وہ اپنے دل میں بڑا نرم گوشہ رکھتے ہیں، مارگولیوتھ نے یہودیوں سے اپنی محبت کا اظہار یہ کہہ کر کیا ہے کہ

"خیبر کا سقوط یہودیوں کے ساتھ سراسر ظلم ہے جس کے لئے کوئی جواز نہیں، محمدؐ نے ہجرت کے بعد غارت گری اور لوٹ مار کا طریقہ اختیار کیا ہے"

بہر حال مستشرقین کی سازشوں کا جال بہت وسیع پیمانہ پر پھیلایا گیا ہے اور مستشرقین کا سلسلہ بہت دراز ہے، ضرورت ہے کہ علماء کرام اس تحریک کا

Scanned by CamScanner

قلع قمع کرنے اور اسلام کو مستشرقین کی گھناونی سازشوں سے محفوظ رکھنے کے لئے میدان عمل میں آئیں اور اسلام کی صحیح تصویر کو یورپ کے سامنے پیش کریں، مستشرقین کی خرافات کی بیخ کنی کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

Scanned by CamScanner

عورت اسلام کی نظر میں

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین، اما بعد!

یَا أَیُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

(سورۃ الحجرات)

Scanned by CamScanner

اے آدمیو! ہم نے تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ آپس کی پہچان ہو، تحقیق اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے اور پورا خبردار ہے۔

سامعین کرام اسلام کیخلاف سازشیں رچنے والے، قرآنی دستور پر آوازیں کسنے والے، حقوق نسواں کے علمبردار، آزادی نسواں کا نعرہ بلند کرنے والے نام نہاد یورپین مفکرین اور انکی نقالی کرنے والے تشدّد پسند مسلمان، حقائق و تواریخ سے آنکھیں بند کرکے، اسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اسلام میں عورت کا کوئی مقام و مرتبہ نہیں، اسلام عورتوں کی آزادی کا دشمن ہے، اسلامی معاشرے میں عورت کی کوئی وقعت و عزت نہیں نہ وہ بے حجابا نہ گھروں سے نکل سکتی ہے نہ ہی اپنے مفاد کے لئے بازاروں، دفتروں میں جاسکتی ہے نہ ہی قیادت و سیادت، حکومت و سیاست کی اہل سمجھی جاتی ہے، نہ کسی اجنبی سے مل سکتی ہے اور نہ اپنے طور پر سفر کرسکتی ہے، اس پر ہر طرف سے بندشیں عائد ہیں، رکاوٹیں کھڑی کردی گئی ہیں، بس وہ گھروں میں مقید و محبوس زندگی بسر کرے، گھریلو امور انجام دے، بچے پیدا کرے اور ان کی پرورش کرے، شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنی معراج جانے یہ سراسر زیادتی، بربریت، ظلم و ستم اور حق تلفی ہے۔

برادران ملّت اسلامیہ بس یہ سمجھ لیجئے کہ اعتراضات کی ایک فہرست ہے جو آزادی نسواں کے علمبرداروں صنف نازک کے لئے حقوق کی آواز بلند کرنے والوں کے ہاتھوں میں نظر آتی ہے۔

Scanned by CamScanner

برادرانِ ملّت

آیئے ہم جائزہ لیں کہ اسلام نے عورت کو کس نظر سے دیکھا اور غیروں نے عورت کو کس نظر سے دیکھا، اسلام نے صنف نازک کو کس مقام و مرتبہ پر فائز کیا اور دوسرے مذاہب والوں نے عورت کے ساتھ کیا سلوک کیا، اس کے لئے ہم کو قبل از اسلام کی دنیا کا سرسری جائزہ لینا ہوگا، پہلے ہم اپنے ہندوستان کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں کہ اگر چہ آج عورتوں کو مساویانہ حقوق دینے اور پارلیمنٹ میں عورتوں کے لئے ریزرویشن کی بات کیجارہی ہے، عورتوں کو ترقیاتی کاموں، صنعتی پروگراموں اور سیاسی امور میں شریک کرنے کی وکالت کیجارہی ہے، دوسری طرف مسلمانوں میں ایک فرقہ حدیث وقرآن کو ذریعہ بنا کر عورتوں کو گھر سے باہر کرنے اور مساجد میں مردوں کے ساتھ نماز میں شریک ہونے کی وکالت بڑے زور وشور سے کر کے دوسرے غیر مسلم معترضین کا عملی تعاون کر رہا ہے، مگر ذرا ہندو دھرم کی کتابوں جیسے منوسمرتی وغیرہ پر بھی نظر ڈالیں کہ مذہبی اعتبار سے ہندو دھرم میں عورت کو کیا مقام حاصل ہے، منوسمرتی کے پانچویں باب صفحہ ۱۴۸ پر ہے:

> "عورت بچپن میں ماں باپ کے اختیار میں رہے، جوانی میں شوہر کے ماتحت رہے اور بیوہ ہونے کی صورت میں اپنے لڑکوں کے قبضہ میں رہے اس کو کسی صورت میں کوئی اختیار حاصل نہیں ہے ہندو مت میں عورت کا معیار فرمانبرداری یہ ہے کہ اگر اس کا شوہر مر جائے تو پتی ورتا کے اظہار میں اس کی چتا میں زندہ جل جائے جس کو ہندو دھرم میں ستی ہونا کہتے ہیں"

Scanned by CamScanner

منوسمرتی میں ہے

"عورت کے لئے قربانی کرنا برتھ رکھنا گناہ ہے وہ صرف شوہر کی خدمت کرے اس کے مرنے کے بعد دوسری شادی کا نام تک نہ لے کوئی زینت اختیار نہ کرے تھوڑی غذا کھا کر زندگی گزارے"

اسی پر بس نہیں بلکہ چانکیہ برہمن جو ہندو مذہب کا ایک مستند رہنما ہے وہ کہتا ہے کہ

"جھوٹ بولنا، فریب دینا، حماقت کرنا، لالچ کرنا، ناپاکی، بےرحمی وغیرہ عورت کے فطری عیوب ہیں" (چانکیہ نیتی باب ۲)

ذرا غور کیجئے مذہبی اعتبار سے عورت کتنی حقیر ہے اور آج اسی دھرم کے ماننے والے عورتوں کو حقوق دینے کی بات کرتے ہوئے اسلام پر انگلی اٹھاتے ہیں یونان جو تہذیب و تمدن کا قدیم مرکز رہا ہے، اسکے نظریات اور وہاں کے مفکرین کے خیالات آج بھی قابل تقلید مانے جاتے ہیں، وہاں عورتوں کو کس نظر سے دیکھا جاتا تھا، یونانی لڑکیوں پر واجب تھا کہ مردوں کے احکام بلا چوں چرا مانیں اور والدین اپنی لڑکی کے لئے جس مرد کو نامزد کریں اس کو تسلیم کریں، چین میں عورت کی یہی وقعت تھی کہ بچی پیدا ہوتے ہی اس کو زندہ دفن کر دیتے تھے اور آج بھی یہ رسم جاری ہے خود اپنے ہندوستان کے، راجستھان اور بہار کے بعض علاقوں میں لڑکیوں کی ولادت ذلت کا سبب ہے، انکو پیدا ہوتے ہی مار دیا جاتا ہے اخبارات میں اس قسم کی خبریں آپ کی نگاہوں سے گذرتی ہونگی، رومیوں کے یہاں تو عورت جانور کیطرح خریدی اور فروخت کیجاتی تھی اور آج یورپ جو آزادیٔ نسواں کا علمبردار اور پردہ کا سب سے بڑا

Scanned by CamScanner

مخالف ہے خود آزادیٔ نسواں لیڈر مل MILL اپنی کتاب محکومیت نسواں میں رقمطراز ہے، تاریخ یورپ دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ باپ اپنی بیٹی کو جہاں چاہتا تھا بیچ ڈالتا تھا اور اس کی مرضی کی کچھ پرواہ نہیں کرتا تھا، اور برطانیہ میں ابھی ایک صدی قبل یہ قانون تھا کہ مرد اگر چاہے تو بیوی کو حق وراثت سے محروم کردے، شادی کو تجارت کا درجہ حاصل تھا۔

برادران ملت

یونان ہو کہ روم، یورپ ہو کہ ایشیاء ہر جگہ عورت مظلوم و مقہور، مجبور و محبوس رہی ہے اور خاص طور پر عرب جہاں اسلام آفتاب ہدایت بنکر طلوع ہوا، جس کے صحرا میں رسالت کا ابر رحمت برسا اور شرک و کفر ضلالت و جہالت، ظلم و بربریت، وحشت و شقاوت کے خلاف صدائے حق بلند ہوئی اور محسن انسانیت، نبی رحمت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے گمراہ انسانوں کو راہ ہدایت پر لانے کا مشن شروع کیا اسی عرب کا حال یہ تھا کہ اخلاقی، فکری، دینی، عملی انحطاط میں اس قدر پستی میں چلے گئے تھے کہ مُردار خوری، بدکاری، سیہ کاری پر ہی بس نہ تھا بلکہ عورتوں کے ساتھ ان کا معاملہ اس قدر نار وا تھا کہ اس کے وجود کو ذلت و عار کا سبب سمجھتے تھے، عورتوں کو کھلونے سے زیادہ اہمیت نہ دیتے تھے، نہ میراث میں اس کا حصہ تھا نہ کسی معاملہ میں رائے دینے کا اختیار، اپنی سوتیلی ماں کو بیوی بنا لیتے تھے، جائداد میں عورتوں کا کوئی حصہ نہیں تھا، قربانی اور نذر کے جانوروں میں انکو شریک نہیں کیا جاتا تھا، جن چیزوں کو چاہتے عورتوں پر حرام کر دیتے، جوئے میں بیوی تک ہار جاتے تھے اور عورتوں سے نفرت کا حال یہ تھا کہ اگر کسی کے گھر میں لڑکی پیدا ہو جاتی تو وہ لوگوں سے منہ چھپائے پھرتا لوگ اس پر ہنستے تھے طعنہ دیتے تھے، لہٰذا لڑکی کا وجود نحوست تھا باپ ذلت

Scanned by CamScanner

وعار اور لوگوں کے تبصروں سے بچنے کے لئے بچی کو زندہ درگور کر دیتا تھا، زندہ دفن کرنے والے باپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، اس کی شقاوت قلبی کی تعریف کی جاتی تھی، قرآن کریم ان کی قبیح حالت، بگڑی فطرت کو بیان کرتا ہے:

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ، يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ،

اور جب خوشخبری ملے ان میں کسی کو بیٹی کی سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ اور جی میں گھٹتا رہے چھپتا پھرے لوگوں سے مارے برائی اس خوش خبری کے جو سنی اس کو رہنے دے ذلت قبول کرکے یا داب دے اس کو مٹی میں۔

ذرا غور کیجئے اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ کے معجزانہ جملہ پر قرآن نے ان دو جملوں میں عورت کی بے وقعتی اور عربوں کی قساوتِ قلبی کو کتنے بلیغ انداز میں بیان کیا ہے، کیا درندگی، حیوانیت، بربریت، بے مروتی، بے رحمی، بے غیرتی میں کوئی ان کی برابری کر سکتا تھا؟ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول امام مسلم نے "کتاب الطلاق" میں نقل کیا ہے کہ:

واللّٰہ ان کنا فی الجاهلیة ما نعد للنساء امرًا حتّٰی انزل اللّٰہ فیهن ما انزل وقسم لهن ما قسم

خدا کی قسم ہم دور جاہلیت میں عورتوں کو کوئی حیثیت نہیں دیتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے بارے میں احکام نازل کئے

Scanned by CamScanner

اور میراث میں ان کا حصّہ مقرر کیا۔

ایک صحابی ہیں قیس بن عاصم دورِ جاہلیت میں انھوں نے تقریباً اپنی دس لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا تھا، عرب اپنی بیٹیوں کے حق میں بھیڑیئے تھے بلکہ اس سے بھی بدتر، کوئی درندہ خود اپنے بچوں کو نہیں مارتا مگر عرب اپنی بچیوں کو مار دیتے تھے اور اپنے اشعار میں فخر کے ساتھ اس کو بیان کرتے اور داد تحسین سے نوازے جاتے تھے۔

برادرانِ ملّتِ اسلامیہ

اسلام دینِ رحمت بنکر آیا تھا انسان کو انسانیت سکھانے، درندہ صفت افراد میں جذبۂ محبت بیدار کرنے اور ضلالت کی دلدل میں پھنسی قوم کو نکال کر شاہراہِ ہدایت پر گامزن کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردہ دل بے حس شقی القلب، بدبخت عربوں میں ایمان کی روح پھونکی، ان کے جذبۂ محبت کو بیدار کیا، عورتوں کے سلسلے میں ان کے لطف و محبت کا دریا موجزن کر دیا آپ نے انکو بتایا کہ عورت ذلت نہیں رحمت ہے، عورت ماں ہے جس نے تم کو جنا ہے، اس کے قدموں تلے جنت ہے والدین کے مقام و مرتبہ سے ان کو آگاہ کیا کہ جن عورتوں کو حقیر سمجھتے ہو اگر وہ نہ ہوتی تو تم نہ ہوتے اس عورت نے تم کو ماں بنکر کتنی مشقت سے پروان چڑھایا ہے، اس کی عظمت کا تقاضا اور اس کے بے پایاں احسان کا مطالبہ ہے کہ تم زندگی بھر انکی خدمت گذاری کرتے رہو، اگر انکی طرف سے تم کو رنج پہنچے تو حرفِ شکایت بھی زبان پر مت لاؤ، یہ بڑی احسان فراموشی ناقدری، ناعاقبت اندیشی ہوگی۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ
اِحْسَانًا، اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ

Scanned by CamScanner

عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا،

اور حکم کر چکا تیرا رب کہ مت پوجو اس کے علاوہ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور اگر تیرے سامنے یہ دونوں (ماں باپ) یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انھیں کبھی اف بھی مت کہنا اور نہ انھیں جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا۔

برادران اسلام

اسلام نے عورت کو بیوی کا درجہ دے کر اس سے تعلقات قائم کرنے کا شرعی ضابطہ بتایا اور اسیطرح بدکاری کے دروازہ کو بند کر دیا اسلام میں عورت بیوی بننے کے بعد شوہر کی ملکیت نہیں جیسا کہ یورپ وروم میں تصور تھا بلکہ اس کو اپنے ذاتی معاملات میں خودمختاری حاصل ہے وہ تجارت بھی کر سکتی ہے کاروبار بھی کر سکتی ہے اسی کے ساتھ اس کو پورے حقوق حاصل ہیں، جیسا کہ مردوں کو حاصل ہے، شوہر اور بیوی دونوں ایک دوسرے کے رازدار، غمگسار ہیں رنج وغم کے ساتھی، خوشی و مسرت کے شریک هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو جسطرح لباس جسم کی پردہ پوشی کرتا ہے اسیطرح مردوزن رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد ایک دوسرے کے عیوب کی پردہ پوشی کرنے والے، عزت وحرمت کی حفاظت کرنے والے بنجاتے ہیں۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ، اور ان کے لئے بھی وہی حقوق ہیں جو ان کے اوپر شوہروں کو حاصل ہیں، ایسا ہرگز نہیں کہ عورت شوہر کی داسی اور باندی و ملکیت بنجائے جیسا کہ ہندو مت اور یونان وروم میں رائج تھا یہ اور بات ہے

Scanned by CamScanner

کہ شوہر کو یک گونہ فضیلت حاصل ہے اور یہ فضیلت و برتری ایک ذمہ دار اور منتظم اعلیٰ ہونیکی حیثیت سے ہے جسمیں عورت کے حقوق کی حفاظت اور اس کی فطری و طبعی ساخت کی رعایت ہے، اسلامی نقطۂ نظر اور عقیدہ کے اعتبار سے عورت، مرد کے جزو بدن سے پیدا کی گئی ہے تابع ہو کر زندگی گزارنا اس کی فطرت ہے جو نہ کسی عار کا باعث ہے اور نہ ہی اس میں عورت کی تذلیل و تحقیر ہے وہ اپنے مقام و مرتبہ پر باقی رہ کر جس خوش اسلوبی سے اپنے منصبی و تخلیقی فرائض کو انجام دے سکتی ہے بصورت دیگر مردوں کے شانہ بشانہ رہ کر زندگی کو خوشگوار نہیں بنا سکتی۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ، (سورہ نساء)

اے لوگو! ڈرتے رہو اپنے اس رب سے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کے جوڑے کو پیدا کیا اور پھیلایا ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں۔

یہ آیت عورت کی خلقت و فطرت سے آگاہ کرتی ہے اور عقلی طور پر بھی یہ امر مسلم ہے کہ جز ہمیشہ اصل کے تابع ہوتا ہے۔ پھر دوسری جگہ مردوں کی فضیلت و برتری کو بیان کیا گیا:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ (سورہ نساء)

مرد منتظم و نگراں ہیں عورت پر بسبب اس کے کہ اللہ نے انکے

بعض کو بعض پر فضیلت دی اور اس وجہ سے کہ انھوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے۔

یعنی مرد کو فضیلت منتظم امور ہونے کے سبب ہے عورت کے مالک ہونے کیوجہ سے نہیں چونکہ عورت کو مہر دے کر اپنے نکاح میں لایا ہے اور اس سے اپنی فطری بشری ضرورت کی تکمیل کرتا ہے اس لئے اس کی دیکھ ریکھ، نان ونفقہ اور مکان کا ذمّہ دار ہے۔ بیوی اس کے لئے ایک ایسی کھیتی کا درجہ رکھتی ہے جس سے وہ اپنی زندگی کی سب سے محبوب پیداوار بشکل اولاد حاصل کرتا ہے، نسل انسانی کی کھیتی کو سرسبز وشاداب بناتا ہے اور اپنے کھیت کی حفاظت اس پر لازم ہے تاکہ کوئی دوسرا تصرف نہ کر سکے کوئی اور اپنا بیج نہ ڈال دے۔

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ

(سورۃ البقرہ)

بیویاں تمہارے کھیت کی طرح ہیں تو تم اپنے کھیت میں جیسے چاہو آؤ۔

ان حقائق کی روشنی میں کون عقلمند ہے جو عورتوں کو شانہ بشانہ مساویانہ طور پر عمل کرتا ہوا دیکھے عورتوں کی برتری تسلیم کر کے ان کی تابعداری میں لگ جائے، یہ تو مرد کی خودداری، غیرت اور مردانہ حمیت کے سراسر منافی ہے، پھر جب عورت سربراہ اعلیٰ ہوگی آفیسر ہوگی، اپنا حکم چلائے گی تو مردوں کی ذمہ داری کیا رہ جائے گی، اسلام اسی فطرت و طبیعت کے مطابق احکام نافذ کرتا ہے تو دوسروں کو درد ہوتا ہے، ذرا غور کیجئے کیا مساویانہ حقوق کا یہ مطلب ہے کہ عورتوں کو ہر معاملہ میں مردوں کے برابر تسلیم کر لیا جائے، انکی رائے و مشورے کو وہی درجہ دیا جائے جو مردوں کی رائے و مشورے کا ہے، جبکہ عورت

Scanned by CamScanner

میں فطری طور پر نقص عقل پایا جاتا ہے، وہ معاملات کا ادراک اس باریکی سے نہیں کر سکتی جو مرد کا طرۂ امتیاز ہے، عورت میں جذباتیت کا عنصر زیادہ ہے وہ بہت جلد منفعل ہو جاتی ہے نیز اس کو نسیان بھی جلد طاری ہوتا ہے کیونکہ بہر حال اصل کا ایک جزء ہے صلاحیت و استعداد میں مرد کے برابر نہیں ہو سکتی، اسی لئے اسلامی شریعت نے ایک مرد کے مقابلہ دو عورتوں کی گواہی کو معتبر مانا ہے۔

برادران ملت کے اسلام نے عورت کو نہ صرف ماں کا وقار بخشا، بیوی بنا کر شوہر کی محبت کا محور بنا دیا، بہن بنا کر بھائی کی عزت بنا دیا، بلکہ دوسرے تمام مذاہب و ادیان کے برعکس عورت کو شوہر، باپ کی جائداد میں وارث قرار دے کر اس کے حقوق کی حفاظت فرمائی اور اس کی اہمیت اس درجہ بڑھائی کہ تقسیم میراث میں اسی کو معیار بنایا اور فرمایا لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ مذکر کے لئے دو مونث (عورت) کے حصہ کے بقدر میراث ملے گی۔

کیا کوئی ایسی گارنٹی دے سکتا ہے؟ آج بھی عورت کو یہ حقوق حاصل ہیں اور قیامت تک حاصل رہیں گے، ذرا بتائیں یہ اعتراض کرنے والے جو عورتوں کی آزادی کا نعرہ بلند کرتے ہیں ان کے مذہب میں عورت کو جائداد میں کیا حق حاصل ہے، اس کے علاوہ اسلام میں عورتوں کی رائے کا اختیار حاصل ہے، خلفائے راشدین، امہات المومنین سے بہت سے دینی امور میں مشورے لیا کرتے تھے، بعض سیاسی پہلوے بھی رائے لیتے تھے، رسول خدا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر جب کہ اصحاب رسولؐ کفار مکہ کی بظاہر ناقابل قبول شرائط قبول کر کے صلح کر لینے پر دل برداشتہ ہو گئے تھے، اور جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کھولنے، قربانی کرنے اور حلق

کرانے کا حکم دیا تو ان میں سے ایک بھی کھڑا نہ ہوا آپ رنجیدہ ہو کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور اپنے درد کا اظہار کیا انھوں نے مشورہ دیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ قربانی کیجئے اور احرام کھولئے جب آپ کو کرتے ہوئے دیکھیں گے تو سب اس پر عمل کریں گے، آپ نے اس مشورہ پر عمل کیا اور آپ کو قربانی کرتے ہوئے دیکھ کر صحابہ متنبہ ہوئے اور پھر سب نے قربانی کی۔

معزز سامعین، مگر اسلام کی تعلیمات پر اب وہ لوگ اعتراض کرتے ہیں جن کے مذہب میں عورت کو رائے دینے کا کوئی حق نہیں وہ مکار دغاباز مانی گئی ہے، اسی پر بس نہیں اسلام نے عورتوں کو آزادانہ تجارت کرنے اور کاشتکاری کرنے، کاروبار کرنے کا حق بھی تفویض کیا ہے، عورت اسلامی معاشرے کی ایک معزز فرد ہے، صنعت و حرفت، تعلیم و تربیت میں کسی سے پیچھے نہیں، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فقہ و تفسیر اور حدیث کا علم حاصل کرنے والے صحابہ و تابعین کی کثیر تعداد موجود ہے، ازواج مطہرات اور دیگر صحابیات کی روایات سے ہماری کتابیں مزین و مرصع ہیں ان کی امانت و دیانت اور صلاح و تقویٰ مسلم الثبوت ہے قرأت قرآن کے فن کی ماہرہ، فن کتابت میں ید طولیٰ رکھنے والی کتنی عورتیں ہیں جن کے ذکر سے تاریخ کے صفحات آراستہ ہیں مگر اسلام نے عورت کا ایک دائرۂ عمل مقرر کیا ہے ایک حد بتائی ہے۔

معزز سامعین، آج آزادی نسواں کے علمبردار ہیں بات پر زور دیتے ہیں کہ عورت کو گھر سے باہر آ کر میدانِ عمل میں بے حجابانہ مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کا حق ہے اسلام عورتوں کو گھروں میں محبوس کر کے اور پردہ لازم

کرکے ان پر ظلم کرتا ہے پہلے وہ اسلام کی روشن تاریخ پڑھیں کہ انھیں پردہ نشیں گھر والے اندر رہنے والی خواتین نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ آج تمہارے بازار کی تتلیاں کلبوں کی پریاں اور دفاتر کی پھلجھڑیاں، ان کا تصور بھی نہیں کرسکتیں جبکہ تم نے عورتوں کو بازار میں لاکر جذبۂ شہوت کو فروغ دیا اور زناکاری کا ماحول بنایا گیا یہی آزادی ہے کہ عورتوں کی عزت سے کھیلا جائے، ان کی عصمت کا سودا کیا جائے ناجائز طریقہ پر شہوت رانی ہو اور ناجائز بچے جنم لیں، بن باپ کی اولاد گلی کوچوں میں گھومے، آزادی نسواں کا نعرہ بلند کرنے والے عورت کی کیا قدر کریں انکو اپنی ہوا و ہوس عزیز ہے، نفسانی خواہشات کی تکمیل مطلوب ہے، ان کو اپنے جذبات احساسات کی تسکین چاہیئے جن کے یہاں نہ کوئی معیار زندگی ہو نہ شرافت کا تصور، خواہ وہ امریکہ کا صدر ہو یا برطانیہ کا شہزادہ، جب زناکاری ان کی تہذیب ہے، عصمت دری ان کا تمدن ہے تو پھر وہ کس بل بوتے پر اخلاق و تہذیب اور انسانیت نوازی کی باتیں کرتے ہیں، کیا ان کے دل میں جو بات آئے اس کو حق مان لیا جائے، عورتوں کو کلبوں، تھیٹروں، دفتروں میں لاکر زنا کا رواج دیا جائے، اسلام جس نے ان اخلاق سوز، انسانیت سوز، حیا سوز رسومات کی مذمت کی، ان کی روک تھام کے لئے شدید ترین قوانین بنائے اور زانی و زانیہ کے لئے رجم و جلد کا حکم دیا وہ کیونکر عورت کو اس کی فطرت کے خلاف اختلاط کا حکم دے سکتا ہے؟ بے پردہ کرسکتا ہے؟

برادرانِ ملت معاشرتی زندگی کے دو پہلو ہیں، ایک خارجی، دوسرے داخلی، مرد باہری امور انجام دے گا، کاروبار کرے گا، کمائے گا، حکومت کرے گا، عورت گھر کا نظام سنبھالے گی، بچوں کی تربیت اور نشوونما میں اپنا

Scanned by CamScanner

ردل ادا کرے گی ، جن ممالک میں عورتیں دفاتر میں کام کاج کرتی ہیں ، ہوٹلوں ،
اداروں میں ملازمتیں کرتی ہیں ان کے گھر کا نظام درہم برہم ہے ، یہ تصوراتی باتیں نہیں
حقائق و مشاہدات ہیں کہ ان کے بچے بگڑ جاتے ہیں اور معاشرہ کا ناسور بنکر عملی زندگی
میں حصہ لیتے ہیں چوری ، ڈکیتی ، بدکاری کے عادی ہوتے ہیں اس لئے کہ جب انکی
تربیت کا وقت تھا تو نہ باپ کو فرصت تھی نہ ماں کو موقع تھا یہ کیسی آزادی ہے جس نے نظام
زندگی کو تہہ و بالا کر دیا ، گھروں کے سکون کو ختم کر دیا ، میاں بیوی کے درمیان محبت کو
ختم کر دیا ، دونوں خود غرض بن گئے ، بازار ، دفاتر میں عورتیں غیر مردوں سے محبت
کرنے لگیں اور مرد دوسری عورتوں پر نظر گاڑنے لگے ، نتیجہ یہ نکلا کہ شرح طلاق میں
بے انتہا اضافہ ہو گیا جب طلاق ہوتی ہے تو بچوں کا مستقبل تاریک ہو جاتا ہے نہ اس
گھاٹ کے نہ اس گھاٹ کے ۔ اسکے برعکس اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ و زینت بنایا
ہے اس کے معیار کو بلند کیا ہے ، اس کو اس درجہ بلند مقام دیا کہ بچوں کی اصلاح
و تربیت کا ذمہ دار بنایا ، قرآن کریم میں ان کی زندگی کے اس پہلو کو واضح کر کے اس
کی حد مقرر کی گئی ہے ۔ اللہ کے حبیب و محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ صفات عفت مآب
ازواج مطہرات کو حکم دیا :

وَقَرْنَ فِی بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی
اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو ، اور پہلے کے دور جاہلیت کیطرح زینت
کا اظہار نہ کرو ۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کو گھر سے نکل کر آزادانہ طور پر
بے پردہ میدان عمل میں حصہ لینا جائز نہیں ہے اس لئے کہ عورت کے اندر جنسی کشش رکھی

Scanned by CamScanner

گئی ہے، جب مردوں سے اختلاط ہوگا تو شہوت کا بھوت اپنا اثر دکھائے گا، آج یورپ میں یہ حال ہے کہ تقریباً ۹۰ فیصد غیر شادی شدہ لڑکیاں شادی سے قبل ماں بن چکی ہیں یہ ہے آزادی نسواں کا اثر اور اس کے علمبرداروں کا حال ہے ایک نظر اس فہرست پر بھی ڈالئے اور ۱۹۹۳ء میں یورپ کی بن بیاہی ماؤں کی فیصد دیکھئے جو آزادی نسواں کی تحریک کا ثمرہ ہے، ملی ٹائمز کے شکریہ کے ساتھ آئس لینڈ میں ۶۰ فیصد، سوڈان میں ۵۰ فیصد، ڈنمارک میں ۴۸ فیصد، فرانس میں ۴۰ فیصد، امریکہ میں ۳۵ فیصد، برطانیہ میں ۳۸ فیصد، جرمنی میں ۱۸ فیصد، ناروے میں ۴۲ فیصد، کناڈا میں ۲۸ فیصد۔

اور نئی دنیا جو دلی سے شائع ہوتا ہے اس نے ۱۵ ستمبر ۹۸ء کے شمارہ میں ایک سروے شائع کیا ہے کہ صرف ہندوستان میں چار ملین حمل گذشتہ سال ساقط کرائے گئے، جو لڑکیوں سے نجات پانے اور ناجائز طریقہ سے حمل قرار پانے سے چھٹکارے کے لئے تھا۔

برادران ملت یہ آج سے پانچ سال پہلے کا سروے ہے اور ۱۹۹۸ء میں جب کے ہم اس کو نقل کر رہے ہیں اس میں کتنا اضافہ ہوا ہوگا آپ خود اندازہ لگا لیجئے ——— احسان مانئے اسلام کا کہ اس نے عورت کو وقار کی نظر سے دیکھا، ماں کی نظر سے دیکھا، بہن کی نظر سے دیکھا، بیوی کی نظر سے دیکھا اور انسان ہونے کی نظر سے دیکھا، اس کی فطرت وطبیعت کی قدم قدم پر رعایت کی، پردہ لازم کرکے اس کے فطری حسن کو ہوسناک نگاہوں سے محفوظ کر دیا، اس کو قیمتی سرمایہ بنا دیا، مایہ ناز بنایا آج افسوس ہے ان تجدد پسند دین سے بیگانہ، شریعت سے لاعلم، قرآنی احکام سے نابلد، ہوس کے بندے، شہوت کے پجاری، خواہشات نفس کے غلام مسلمانوں پر جو اپنے مغربی

Scanned by CamScanner

آقاؤں، یورپین دیوتاؤں کی پیروی میں آزادی نسواں کا نعرہ بلند کرتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ اسلام نے ہی تو عورتوں کو آزادی بخشی، اسلام نے ہی تو خواتین کو ذلت سے نکالا، اور آج کا ترقی یافتہ متمدن یورپ عورتوں کو دور جاہلیت سے بدتر بنا رہا ہے، اس کو مہذب طوائف بناکر پیش کر رہا ہے، بدکاری، بے حیائی کو تمدن کا نام دے کر نسل انسانی کی پاکیزگی کو برباد کر رہا ہے اور اس پر یہ ہٹ دھرمی کہ بے علم و تحقیق کے اسلام پر اعتراض کیا جا رہا ہے، جو باپ اپنی لڑکی کو دوسروں کی آغوش میں دیکھ کر مسکرائے جو ماں اپنی بیٹی کو ناچتے ہوئے دیکھ کر خوش ہو، بھائی اپنی بہن کو غیر مرد کے حوالہ کر دے وہ کتنا بے غیرت بے حیا ہوگا۔

شیطان نے انسان کو بربادی کی راہ پر لگانے کے لئے سب سے پہلے اس کو بے پردہ کیا تھا، ستر پوشی انسان کا وقار اور اس کی شرافت کی علامت ہے مگر آج کا متمدن شیطان عورتوں کو ننگا کرکے، بے پردہ کرکے اس کے حسن کی نمائش کراتا ہے اور اس کو تہذیب کا نام دیکر حسن کا مقابلہ کراتا ہے، دنیا کس راہ پر چل پڑی، انسان کتنا گر گیا، ہم کو اس کا رنج نہیں کہ غیر کیا کرتے ہیں بلکہ رنج اس پر ہے کہ اسلام کے نام لیوا خاموش کیوں ہیں، قرآن و حدیث کے ماننے والے خود اس راہ پر کیوں چل رہے ہیں، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ہمارے اوپر۔

وما علینا الا البلاغ

Scanned by CamScanner

اسلامی مراکز پر باطل کی یلغار

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی
سید الانبیاء والمرسلین محمدٍ وآلہ واصحابہ
اجمعین ومن تبعھم باحسانٍ الیٰ یوم الدین
امّا بعد: فقد قال اللہ تعالیٰ
وَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا
فِي الدِّينِ، (هود)
کیوں نہ نکلی ہر فرقہ میں سے ایک جماعت تاکہ جو دین میں مہارت
پیدا کرے۔

برادران اسلام و معزز سامعین

اگر اسلام کی تاریخ شوکت و عظمت کی تاریخ ہے تو یہی تاریخ خطرات

کی تاریخ ہے، تاریخ اسلام کا طالب علم جانتا ہے کہ خطرات وحوادثات اسلام کے آگے پیچھے دائیں بائیں چلتے ہیں، قصرِ اسلام ہمیشہ باطل قوتوں کے نرغے میں گھرا رہتا ہے کوئی دور، کوئی علاقہ جہاں اسلام کا نام ونشان ہے خطرات سے خالی نظر نہیں آتا اور نہ خالی رہے گا اس لئے کہ اسلام جہاں بھی جائے گا باطل اس کو دبانے کی کوشش کریگا کیونکہ اسلام باطل کی بیخ کنی کرنے کے لئے ہی آیا ہے، لہٰذا باطل اپنے وجود کے بقا کیلئے قوت وطاقت کا سہارا لیکر حق کو دباتا ہے۔

سامعین با تمکین

باطل اندھیرا ہے اور حق روشنی ہے دونوں میں سے ایک ہی قائم رہ سکتا ہے دونوں مل کر ساتھ ساتھ چلیں یہ ناممکن ہے اس لئے عقلاً بھی جنگ ہونا سمجھ میں آتا ہے اور عملاً بھی اس کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے جس کو قرآن کریم نے اپنے منفرد اور بلیغ انداز میں یوں ذکر فرمایا ہے:۔

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ،	(اسلام کے دشمن) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں حالانکہ اللہ اپنے نور (اسلام) کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کفار اس کو ناپسند کریں۔

ہم بقول شاعرِ مشرق علامہ اقبال کہہ سکتے ہیں:۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اور تاریخ ہمیشہ باطل پر مسکرائی ہے میدانِ بدر میں جب حق غالب آرہا تھا اور باطل سرنگوں ہورہا تھا تاریخ مسکرارہی تھی، غزوہ احد میں جب حق وباطل کا معرکہ گرم تھا تاریخ مسکرارہی تھی، بلد امین میں جب فاتح عالم ہادی اعظم ﷺ فاتحانہ انداز میں داخل ہورہا تھا تاریخ مسکرارہی تھی، وادی حنین میں جب طاغوتی طوفان، چراغِ توحید کو بجھانے کے درپے تھا تاریخ مسکرارہی تھی، غزوہ خیبر میں جب

Scanned by CamScanner

دنیا کی سازشی قوم یہود پسپا ہو رہی تھی تاریخ مسکرا رہی تھی، تبوک میں جب قیصر روم کی فوج منہ چھپا کر بھاگ گئی تھی تاریخ مسکرا رہی تھی، اسی طرح آپ عصر صحابہؓ سے لیکر عصر حاضر تک سلسلہ وار دیکھتے جائیے تاریخ ہمیشہ مسکرائی ہے، اسی کو علامہ اقبالؒ نے اپنے ایک شعر میں کہہ دیا ہے

برادرانِ ملت

چونکہ نورِ حق صرف اسلام ہے اس لئے نہ اس کی حقیقت میں تبدیلی ہوگی اور نہ ظاہر بدلے گا، نہ اس کی ماہیت میں تغیر ہوگا نہ اس کی تاثیر میں کمی ہوگی، یہ اوّل یوم کی طرح تر و تازہ اثر پذیر ہے مگر باطل تغیر پذیر ہے اس کی مختلف قسمیں اور متعدد صورتیں ہیں کبھی یہ کھل کر میدان جنگ میں اتر آتا ہے تو کبھی چھپ کر وار کرتا ہے کبھی نفاق کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے تو کبھی فرقہ پرستی کا بگل بجاتا ہے، کبھی دہشت گردی کا سہارا لیتا ہے تو کبھی فتنہ پردازیوں پر اتر آتا ہے یعنی "بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے" کا منظر پیش کرتا ہے۔

آج کے اس دور میں بھی باطل یلغار کر رہا ہے، طاغوت یورش کر رہا ہے، ہمارے ہندوستان میں چونکہ حق و باطل کا ٹکراؤ تقریباً اسی انداز میں ہو رہا ہے جیساکہ سرزمین مکہ میں شرک و توحید اور کفر و ایمان کی کشمکش تھی، لہٰذا ہندوستان کے فتنہ انگیز مشرکین اسلام اور متبعینِ اسلام کے خلاف ہمہ وقت سرگرم عمل رہتے ہیں اور اسلام کیلئے نت نئے شوشے چھوڑتے رہتے ہیں، روزانہ نئی نئی سازشیں تیار کرتے ہیں اور بڑے بڑے خطرات پیدا کرتے ہیں، ایسے ہولناک خطرات جن کے نتائج بڑے خوفناک ہوتے ہیں۔

ہندوستانی مسلمانوں کا ماضی بعید بڑا ہی شاندار تھا، ہندوستان جنت نشان میں سات سو سال تک اسلامی قیادت کا غلبہ رہا، امن و امان کا دورہ تھا، عدل و انصاف کا شہرہ تھا، مگر مسلمانانِ ہند کا ماضی قریب جو ایک صدی پر محیط ہے اور حال بڑا ہی پُرخطر ہے، قدم قدم پر خطرات کی ہولناک گھاٹیاں ہیں، میں مختصر ترین الفاظ میں کہہ سکتا ہوں کہ جب ۱۸۵۷ء میں مسلمانانِ ہند کا بچا کھچا اقتدار بھی ختم ہوگیا اور انگریزوں نے سرزمین ہند پر اپنے ناپاک قدم جمائے تو پھر

Scanned by CamScanner

مسلمانوں پر منظم یلغار کر دی، حق کو مٹانے کیلئے اہل حق کو تہ تیغ کرنا شروع کیا اور بظاہر ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اسلام کا وجود مٹ جائے گا مگر اسلام اپنے افراد کی بدولت نہیں بلکہ اپنے رب کی بدولت زندہ ہے اور زندہ رہے گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اسلام کو بچانے کیلئے اپنے صالح بندوں کے دلوں میں القاء فرمایا کہ اسلامی مراکز قائم کئے جائیں، اسلام کی تعلیمات کو فروغ دیا جائے اسلامی شریعت کی حفاظت کیلئے قرآنی علوم کو پھیلایا جائے، حدیث رسول کو عام کیا جائے علماء حق تیار کئے جائیں، لہٰذا دیوبند میں اسلام کا پہلا عظیم الشان مرکزی ادارہ دارالعلوم قائم کیا گیا یہ باطل کے خلاف ایک دوررس عملی اقدام تھا، ملت اسلامیہ کی حفاظت کا موثر انداز تھا اور اس حقیقت کا اعلان تھا کہ اسلام علم وعمل کا دین ہے اسلام آسمانی قانونِ زندگی ہے، زندگی بچانے کیلئے اس کی سب سے زیادہ ضرورت ہے، یہ زندگی افراد کی نہیں اسلام اور اسلامی پیغام کی زندگی کا سوال ہے افراد تو آتے رہیں گے جاتے رہیں گے، جو اسلام کے ساتھ دنیا سے گیا وہی کامیاب زندگی والا تھا، اسلامی زندگی کے بغیر کوئی زندگی نہیں تو دارالعلوم دیوبند کے ذریعہ مسلمانان ہند کو حیاتِ نو بخشی تھی اور اسلام کو نئی قوت عطا کرنی تھی۔

برادرانِ ملت

دارالعلوم دیوبند درحقیقت ہندوستان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تجدید ہے، وہ عظیم الشان سنت جو محسنِ انسانیت نے صفہ قائم کر کے جاری فرمائی تھی، جہاں سے حکم اِقْرَأْ پر باضابطہ عمل کرانا تھا جس کے ذریعہ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ کی تفسیر مقصود تھی، جس کو ذریعہ بنا کر انما انا بعثتُ معلّماً کا منظر دکھانا تھا، جس کے واسطے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ کی تکمیل کرانی تھی اور جس کو بنیاد بنا کر قیامت تک کیلئے لَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ کا اصول وضابطہ مرتب کرانا تھا اور ہمارے ہندوستان میں مسلمانوں کے عقائد وافکار، ایمان ویقین اور توحید کو بچانے کیلئے اللہ رب العالمین نے اسی ضابطہ پر

عمل کرایا تھا، الہامی طور پر یہی راہ دکھائی تھی کہ علمی مراکز قائم کئے جائیں ۔

حضرات گرامی دارالعلوم دیوبند سے پہلے بھی ہندوستان میں علمی مراکز تھے، دینی درس گاہیں تھیں مگر وہ علما حق، صلحا امت، مرشدین ملت کی ذاتی کاوشیں تھیں جو اسلام کی اشاعت کے فرض کو پورا کر رہے تھے مگر دارالعلوم دیوبند کے ذریعہ خداوند عالم نے عام مسلمانوں اور علماء اسلام کے درمیان ایک خاص رابطہ قائم کر دیا تھا، ایسا مستحکم تعلق کہ ٹوٹ نہیں سکتا تھا، جانتے ہیں کیسے یہ تعلق قائم ہوا؟ جس کی مثال نہیں ملتی، صرف صفہ کی تاریخ جان کر ہی اندازہ ہو سکتا ہے کہ دارالعلوم کو اللہ نے کتنا مقبول بنایا تھا ۔

حضرات گرامی جانتے ہیں صفہ کا نظام کیا تھا، عوامی چندہ پر قائم ایک درسگاہ تھی اس کے طالب علموں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے گھروں سے کھانا کھلایا کرتے تھے، ان کی دیگر ضروریات صحابہ کرامؓ پوری کرتے تھے اور دارالعلوم دیوبند بھی اسی نہج پر قائم ہوا تھا کہ اس کی تمام ضروریات مسلمانانِ ہند اپنی جیب سے پوری کریں گے، اس طرح دارالعلوم سے ذاتی تعلق مستحکم ہوگا اس کی فکر پیدا ہوگی، دین سے رابطہ مستحکم ہوگا، غرباء کی ہمدردی پیدا ہوگی طلبہ کی قدر پیدا ہوگی، اور دنیا نے دیکھا کہ عوامی چندہ پر قائم یہ درسگاہ نمونہ بن گئی، معیار بن گئی بلکہ حق کی پہچان بن گئی، ملت کی جان بن گئی، وطن کی آن بن گئی، اسلام کی شان بن گئی، اسی نہج پر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں درسگاہیں قائم ہونے لگیں، صفہ کی سنت وطن کے گاؤں گاؤں میں زندہ ہو رہی تھی، علم کا نور گھر گھر پہنچنے لگا، اسلام کا پیغام دیہات دیہات گونجنے لگا، بدحال مسلمانوں کی حالت سدھرنے لگی، جہالت کی تاریکی چھٹنے لگی، علم کا نور پھیلنے لگا، عقیدہ کی اصلاح ہونے لگی، باطل کا زور ٹوٹنے لگا، کفر کا رعب ختم ہونے لگا اور ملت کو قائدین ملنے لگے، امت کو مرشدین ملنے لگے، مسلمانوں کو مفکرین ملنے لگے ۔

اسلامی مدارس نے باطل کی طاقت کو بڑھنے سے روک دیا اور حکومت کو بھی ان

سے کوئی شکایت نہ مل سکی اس لئے جہاں اسلام کا حکم چلتا ہے وہاں سے امن وامان کا پرچم بلند ہوتا ہے وہاں سے حب الوطنی کے چشمے ابلتے ہیں مگر ان مدارس عربیہ میں جہاں دنیا و دنیا کی رنگینیوں سے بے نیاز افرادرات دن قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کرتے ہیں اور جن کو چلانے کے لئے حکومت کو کسی بجٹ کو منظور کرنے کی ضرورت بھی نہیں پڑتی اور کوئی گرانٹ دینے کی حاجت نہیں ہوتی بلکہ یہ مدارس علم وفنون کو فروغ دے کر حکومت کا تعاون ہی کرتے ہیں، بے روزگاری کے ظاہری مسائل بھی حل کرتے ہیں، بہت سے معاملات میں سرکار کا بوجھ کم کرتے ہیں، انھیں مدارس عربیہ کا وجود، باطل کے سرگنوں اور طاغوت کے پجاریوں، حق کے دشمنوں کو سب سے بڑا خطرہ نظر آتا ہے ان کو اپنا محل ان مدارس کی بدولت زمین دکھائی دیتا ہے اس لئے کہ یہیں سے باطل کو باطل سمجھنے والے اور ببانگ دہل کہنے والے کہ

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

پیدا ہوتے ہیں، یہیں سے وہ بلند کردار روشن ضمیر افراد پیدا ہوتے ہیں جو وقت پڑنے پر بدر واحد اور حنین ویرموک کی تاریخ دہرا سکتے ہیں جو صلاح الدین ایوبی کا کردار ادا کر سکتے ہیں اور امام احمد ابن حنبلؒ کی سنت کو زندہ کر سکتے ہیں اور سید احمد شہیدؒ کا رول ادا کر سکتے ہیں، اس لئے باطل کے نزدیک اسلامی مدارس سب سے بڑا خطرہ بن گئے، سب سے بڑی دہشت بن گئے، لہٰذا فرقہ پرستوں، اسلام دشمنوں نے عربی مدارس کے خلاف ایک محاذ بنالیا اور ان کے خلاف سرگرم عمل ہو گئے۔

سامعین باتمکین

مسلمانان ہند کے خلاف یوں تو فطری طور پر بت پرست اکثریت کو منظم ہونا ہی تھا مگر آر، ایس، ایس نامی فرقہ پرست تنظیم خاص کر ہندوستان سے مسلمانوں اور اسلام کو نیست ونابود کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے، یہ تنظیم

بنیادی طور پر اسلام دشمن تنظیم ہے جس کے اصول وضوابط بلکہ جس کی روح اور ماہیت اسلام کے خلاف ہر ممکن عمل کرنا ہے تاکہ اسلام کو پسپا کیا جاسکے، اس کی ذیلی شاخیں ہیں، ان میں جن سنگھ موجود، بھارتیہ جنتا پارٹی سیاسی برانچ ہے جس کا کام سیاسی وسرکاری طور پر طاقت حاصل کرکے ہندوستان میں ہندوتو کو زندہ کرنا اور مسلمانوں کو زک پہچانا، وشوہندو پریشد اور بجرنگ دل اس کی انتہا پسند جماعتیں ہیں جن کا کام ہے مسلمانوں پر حملے کرنا اور توڑ پھوڑ کرکے مسلمانوں کو نقصان پہنچانا، دہشت زدہ کرنا اور آر ایس ایس کا ایک طبقہ علمی میدان میں اتر کر اسکول وکالج کے طلبہ میں اسلام دشمنی کا بیج بوتا ہے اور اس کو پروان چڑھاتا ہے، یہ سب سے خطرناک شاخ ہے جو تیر د تلوار اور توپ وتفنگ کے بجائے برین واشنگ یا ذہنی وفکری جنگ اختیار کرتی ہے تو آر، ایس، ایس نے مدارس عربیہ کے خلاف ایک منظم سازش کی چونکہ بہت سے عربی مدارس حکومت سے الحاق کرکے دارالعلوم دیوبند کے اصول سے منحرف ہو گئے، اور سرکاری ایڈ منظور کرکے حکومت کے منظور شدہ نصاب کو لاگو کرلیا، لہذا جب آزادی کے بعد سرکاری دفاتر میں متعصب افسران آئے تو انھوں نے نصاب تعلیم کو ہندوانہ رنگ دے کر مدارس میں داخل کرایا، اسلامی تعلیمات کا جو کچھ حصہ بھی تھا اس کو ختم کر دیا گیا اور دیو مالائی دھارمک کہانیاں داخل کردیں اور جب آہستہ آہستہ ان کی گرفت مضبوط ہوگئی اور آر، ایس، ایس کو قوت حاصل ہوگئی، پھر سوئے اتفاق بھاجپا کو سیاسی طاقت مل گئی تو آر، ایس، ایس نے اپنا اصلی رنگ دکھانا شروع کیا اور مدارس عربیہ کے وجود پر انگلی اٹھانا شروع کیا تو ان کو دہشت گردوں خاص کر پاکستان کی خفیہ ایجنسی آئی ایس، آئی کے مراکز کہہ کر بدنام کرنے کی کوشش کی مگر جب کوئی ثبوت فراہم نہ کرسکے تو پھر دوسری چال چلی گئی، بھاجپا کی ریاستی حکومتوں نے اپنی اپنی ریاست میں ایک سرکلر جاری کردیا کہ "وندے ماترم" کو روزانہ صبح ان مدارس اور سرکاری اسکولوں میں "راشٹریہ گان" کے طور پر پڑھایا جائے۔

Scanned by CamScanner

برادرانِ اسلام "وندے ماترم" ایک بنگالی ناول نگار کا لکھا ہوا گیت ہے جس کو اس نے انگریزوں کی آمد کے استقبال اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے جذبات کو جگانے کے لیئے لکھا ہے جس میں ہندوؤں کی "درگا دیوی" بھارت ماتا کے روپ میں پیش کر کے اس کی تعریف کی گئی ہے بھارت کو دیوی مان کر اس کی پوجا کرنے اور اس سے مدد مانگنے کی باتیں ہیں، نیز اس گیت میں جو اگر وطن سے محبت کی علامت بتایا جاتا ہے مگر صریح طور پر مسلمانوں کو قتل کرنے، مسجدوں کو مسمار کرنے کے عزائم کا اظہار کیا گیا ہے، بنیادی طور پر یہ مشرکانہ اور خالص اسلام دشمنی پر لکھا ہوا گیت ہے جس کو پڑھنے کا مطلب ہے کہ ہم نے بھارت ماتا کو دیوی مان کر شرک کیا۔

معزز حضرات ایک مسلمان گناہ کر سکتا ہے حرام کا مرتکب ہو سکتا ہے مگر شرک اس کی فطرت کے خلاف ہے ایمان نام ہے اللہ کی وحدانیت کو بلا شرکتِ غیر تسلیم کرنا، جب وندے ماترم پڑھنے کا مطلب ہے ایمان سے ہاتھ دھونا، آپ بتائیے کیا یہ ایک مسلمان گوارہ کر سکتا ہے، وہ مسلمان جس نے بدر میں ایمان کی بقاء کے لئے نہتے جنگ کی، وہ مسلمان جس نے احد میں ایمان کی حفاظت کے لیئے جام شہادت نوش کیا وہ مسلمان جنھوں نے ایمان ہی کے لیئے مکہ کو چھوڑ دیا، اپنا گھر بار، عزیز و اقارب چھوڑ دئے، لیکن ایمان کا سودا نہیں کیا، توحید کے پرچم کو بلند کرنے کے بعد سرنگوں نہ ہونے دیا، ایمان ہی کے لئے قیصر و کسریٰ سے ٹکرائے، ایمان ہی کی بقاء کے لیئے صلیبوں سے بھڑے، ایمان ہی کی بقاء کیلئے ظلم و ستم برداشت کیا اور یہ متعصب انتہا پسند جنونی چاہتے ہیں کہ مدارس میں وندے ماترم پڑھا جائے جی، ہاں مدارس میں جو ایمان کی حفاظت کے لیئے قائم کئے گئے ہیں، جہاں پر ذہنوں میں وحدانیت کا پیغام بٹھایا جاتا ہے، دلوں میں وحدانیت کا نور بھرا جاتا ہے، عقائد پر ایمان کا پانی چڑھایا جاتا ہے افکار پر ایمان کی چھاپ ڈالی جاتی ہے، مگر واہ رے ہندوتو کے علمبردارو! تم نے مدارس اسلامیہ

میں شرک کو داخل کرنے کا پلان بنالیا، یہ نہ جانا کہ ابھی علماء اسلام زندہ ہیں، ابھی حق پرستوں کا دینی حوصلہ بلند ہے، ابھی مسلمانوں کی ایمانی حمیت برقرار ہے، اگرچہ عملی جمود کا شکار ہیں، اخلاقی گراوٹ سے دوچار ہیں اور ملی اختلاف کا شکار ہیں مگر سب کچھ ہونیکے باوجود ایمان کا سودا گوارا نہیں کرسکتے۔

برادران ملت اگرچہ مسلمانوں کے غیظ وغضب کو دیکھتے ہوئے اور علماء ومفکرین کے تیور کو بھانپتے ہوئے یوپی کی بھاجپا حکومت نے "وندے ماترم" کو واپس لے لیا ہے مگر یہ اطمینان کی بات نہیں، بلکہ مسلسل ہوش میں رہنے اور آر، ایس، ایس کے گھناؤنے پلان کو ناکام کرتے رہنے کی ضرورت ہے، اتنا تو طے ہے کہ مدارس عربیہ سے باطل کو خطرہ ہے، اس لئے یہ باطل پرست ان کے خلاف طرح طرح کے شوشے چھوڑتے رہیں گے، ان مدارس کو نشانہ بناتے رہیں گے اور اپنا باطل کردار ادا کرتے رہیں گے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بیدار رہیں اور ملت کو بیدار رکھیں، اتنا جان لیجئے کہ ہندوستان میں مدارس کے وجود وبقا سے مسلمانوں کی دینی بقا جڑی ہے، ایمانی بقا جڑی ہے، جب عقائد پرکھلے ہوں تو عقائد کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے اور عقائد مدارس کے ذریعہ محفوظ ہو سکتے ہیں، ایماں ان مدارس کے ذریعہ پختہ رہ سکتا ہے، اس لئے اگر مدارس سے غفلت برتی گئی تو کل آئندہ ہماری تاریخ بڑی افسوسناک ہوگی، مدارس اسلامیہ کا نقصان ملت کا نقصان ہے اسلام کا نقصان ہے،

یوں سمجھ لیجئے کہ اگر ہندوستان میں اسلام خانقاہوں سے پھیلا ہے تو اسلامی حکومت کے زوال کے بعد ان مدارس ہی کی بدولت ہندوستان میں محفوظ رہا ہے اور انھیں کے ذریعہ باقی بھی رہے گا، اس لئے ضرورت ہے کہ کثرت سے مدارس قائم کئے جائیں، مسلم عوام کا ربط ان سے مضبوط کیا جائے، مدارس کو مستحکم اساس پر قائم کرکے اتحاد کے ساتھ چلایا جائے اور ان کے مصارف کو دینی فریضہ سمجھ کر خوش دلی سے ثواب کی امید پر

Scanned by CamScanner

پورا کیا جائے، ورنہ کل کیا ہوگا ہم حال کے واقعات سے محسوس کر سکتے ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

Scanned by CamScanner

عقیدۂ ختم نبوّت پر کذابین کے حملے

الحمد للّٰہ رب العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ رسولہٖ
خاتم النّبیّین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ومن تبعھم
باحسانٍ الیٰ یوم الدین، امّا بعد!

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ
خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ، (سورہ احزاب)

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، سیکون فی امّتی کذابون
ثلٰثون کلھم یزعم انہٗ نبیٌ وانا خاتم النبیین، لا نبیّ
بعدی، (رواہ ابوداؤد)

عنقریب میری امت میں تیس بڑے جھوٹے پیدا ہوں گے، ان میں سے ہر ایک
دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں

میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔

سامعین کرام

خاتم النبیین، سید المرسلین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین محمد عربی صلوات اللہ علیہ وسلامہ کے معجزات میں سے وہ پیشین گوئیاں بھی ہیں جو آپ کی لسانِ صدق سے صادر ہوئیں، ان پیشین گوئیوں کا تعلق آپ کے عہد مبارک سے لے کر وقوعِ قیامت تک کے حالات ہیں، ان پیشین گوئیوں کی ہی بدولت، امتِ اسلامیہ قبل از وقت ہی ان خطرناک فتنوں سے باخبر ہوگئی جو آئندہ پیش آنے والے تھے اور جن سے اسلام کو زبردست خطرہ لاحق ہوسکتا تھا اور مسلمانوں کو مسائل ومشکلات کا سامنا کرنا پڑتا، مگر قربان جائیے محسن انسانیت فخر آدمیت کے احسانِ عظیم پر کہ اپنی امت کے عقائد وافکار کو وحدانیت کی راہ پر باقی رکھنے، اسلام کی ابدیت وآفاقیت کو قائم رکھنے اور رسالت ونبوت کی اساس کو مستحکم رکھنے کے لئے ان تمام فتنوں کی نشان دہی فرمادی جو کسی بھی اعتبار سے مسلمانوں کو جادۂ حق سے بھٹکا سکتے تھے یا عقائد وایمان کو مجروح کرسکتے تھے اور کلمۂ توحید کی جامعیت واکملیت میں شبہ پیدا کرسکتے تھے ۔

برادرانِ اسلام

اگر ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں سے امت کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ قیامت تک پیش آنے والے خطرات سے آگاہ ہوکر اپنے ایمان وعقیدہ کو محفوظ کرنے پر قادر ہوگئی تو دوسرا زبردست فائدہ یہ ہے کہ اگرچہ اس نے عہد رسول کو نہیں پایا، رحمت عالم کی ذات بابرکت کا دیدار نہیں کیا مگر آپ کے معجزات میں سے بعض معجزات کو اپنے اپنے زمانہ کے اعتبار سے ظاہر ہوتے ہوئے دیکھ لیا کرتی ہے اس طرح ایمان میں تازگی، عمل میں پختگی پیدا ہوتی ہے، دوسری طرف قرآنی آیات کے بہت سے مفاہیم ومطالب روز روشن کی طرح اس پر واضح ہوجاتے ہیں ۔

عزیزانِ ملت

سرکار کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار پیشین گوئیوں میں سے ایک ایسی اہم اور حساس پیشین گوئی بھی ہے جو اگر آپ کی

Scanned by CamScanner

زبانِ حق بیان سے صادر نہ ہوتی اور امت کو اس پیشین گوئی کی حقیقت معلوم نہ ہوتی تو اسلام کا پورا ڈھانچہ ہی چرمرا جاتا، اسلام کی اکملیت کا اعلان ہی باطل ہو جاتا، اس پیشین گوئی کا تعلق مدعیانِ نبوت کے باطل گروہ سے ہے، یہ مسلّم حقیقت ہے کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حطرات اور فتنوں کا ذکر فرمایا ان میں سب سے زیادہ مہلک و خطرناک فتنہ مدعیانِ نبوت کا ہے جو وقتاً فوقتاً قصر اسلام کی مستحکم بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور مسلمانوں کو کرب و آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے، لیکن آخر کار یہ شعر کہنا پڑتا ہے

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

برادرانِ اسلام

آیئے اب ہم مدعیانِ نبوت و رسالت کی باطل جماعت سے متعلق احادیث نبویہ شریفہ میں سے کچھ کا ذکر کر کے اپنے عقیدۂ ختمِ نبوت کو مزید پختہ کرلیں، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-

لاتقوم الساعة حتٰی یبعث دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی (رواہ ترمذی وابوداؤد)	قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ بہت سے جھوٹے دجّال نہ اٹھائے جائیں، جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا

اور دوسری حدیث میں تیس مدعیان نبوت (لعنۃ اللہ علیہم) کی تعداد بھی ذکر فرمائی ہے یہ تعداد ان بڑے فتنہ پردازوں کی ہے جو بہت حد تک امت کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے، لہٰذا حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

لاتقوم الساعة حتٰی یخرج ثلثون	قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک

Scanned by CamScanner

کذابا کلهم یزعم انہ نبی (رواہ الطبرانی)	کہ تیس دجال نہ ظاہر ہولیں ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔

اسی مفہوم و مضمون کی حدیث ابن ابی شیبہ نے عبید اللہ بن عمر ولیثی سے نقل کی ہے ان کے علاوہ مدعیانِ نبوت سے متعلق صحاح ستہ کی دوسری کتابوں میں احادیث تواتر کی حد تک پہنچی ہیں اور ہمارے تمام ائمہ وفقہاء کا مسلم الثبوت عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں ہیں، آپ کی ذاتِ بابرکات پر نبوت و رسالت کا آسمانی و روحانی سلسلہ تمام ہوگیا ہے۔ آپ رحمۃ للعالمین ہیں، آپ کی نبوت و رسالت زمان و مکان اور جنس و نسل سے بلند ہر دور اور ہر قوم کے لئے ہے، انبیاء سابقین کی امتوں کے لئے بھی آپ کی رسالت کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں اور بعد میں آنے والی قوموں کے لئے آپ کی تصدیق کے بغیر نجات نہیں جس نے بھی آپ کو نبی تسلیم کیا، اگر آپ کے بعد نبوت کے سلسلہ کو باقی مانا وہ علی الاطلاق کافر ہے، قرآنِ پاک کی نص قطعی اور احادیثِ رسول کی واضح تشریح اس ضمن میں موجود ہے۔

برادرانِ اسلام آیئے ہم قرآن کریم کی اس آیت پر نظر ڈالیں اور اس کی معنویت پر غور کریں، ساتھ ہی ساتھ مفسرین و محققین کی توضیحات پر توجہ دیں پھر احادیثِ شریفہ پر توجہ دیں تاکہ محسن انسانیت، نبی رحمت، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا یقین اور پختہ ہو جائے، ارشادِ ربانی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ (الاحزاب پ ۲۲)	محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔

اور اگر اس آیت کو ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأۃ کے اعتبار سے پڑھا جائے تو مطلب اور واضح ہو جاتا ہے جس میں وَلٰكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّيْنَ

کی قرأت ہے، مطلب یہ ہوا کہ لیکن ایسے نبی ہیں جس نے تمام نبیوں کے سلسلہ کو ختم کر دیا۔

سامعین کرام اگرچہ یہ خالص نکتہ ہے مگر موضوع اور موقع کے اعتبار سے ضروری ہے کہ تھوڑی وضاحت آپ حضرات کے سامنے بھی ہو جائے تاکہ

النبیین پر جو الف لام ہے، معروف و مشہور محققین نحو و لغت نے اس کے بارے میں بتایا ہے کہ استغراق کا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ماتحت تمام انبیاء آتے ہیں، یہ سارے نبیوں کا احاطہ کرتا ہے، خلاصہ یہ نکلا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تک جتنے بھی رسول اور نبی آئے وہ سب اس میں داخل ہیں اور بعد میں کسی کے نہ آنے کی وضاحت ہے جب تمام نبیوں کے لئے خاتم ہیں تو تمام رسولوں کے لئے بھی خاتم ہوں گے، اس لئے کہ رسول وہی ہو سکتا ہے جو نبوت کے منصب پر پہلے سے فائز ہو، نبوت کے بغیر رسالت ہو ہی نہیں سکتی، جبکہ رسول سے رسول لغوی مراد نہ ہو بلکہ اصطلاحی شرعی رسول مراد ہو، ورنہ تو رسول کے معنی ہیں قاصد، کوئی شخص بھی لغوی رسول ہو سکتا ہے، یہ بات ہوئی الف لام کی جبکہ خاتم کے معنی کے بارے میں بھی یہی فیصلہ ہے کہ یہاں ختم کرنے والا مراد ہے چاہے خاتم کے تاء کو زبر کے ساتھ پڑھا جائے یا زیر کے ساتھ پڑھا جائے، اگرچہ لفظ خاتم تاء کے زبر کے ساتھ انگوٹھی کے معنی میں بھی آتا ہے، مہر کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن یہاں آیت کا انداز اور پھر احادیث نبویہ کی وضاحت سے ختم کرنے والا ہی مراد لیا جائے گا، عربی زبان کی مشہور و معروف لغات جیسے مفردات القرآن، صحاح، لسان العرب، تاج العروس، قاموس، صراح، مجمع البحار سے یہی ثابت ہے کہ خاتم خواہ زیر کے ساتھ ہو خواہ زبر کے ساتھ ایک ہی معنی مراد ہے اور ائمہ تفاسیر جیسے ابن کثیر، صاحب کشاف، صاحب کبیر، صاحب ابی سعود، صاحب مدارک، صاحب روح المعانی نے بھی یہی تفسیر فرمائی ہے کہ آپ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں، آپ کے بعد منصب نبوت پر کوئی فائز نہ ہوگا، آپ حضرات میں جن کو مزید تحقیق مطلوب ہو وہ تفاسیر و لغات کی ان معتبر

ترین کتابوں کو دیکھ کر خود تسلی حاصل کریں، تفصیل سے اجتناب اس لئے کر رہا ہوں کہ یہ کام خالص علمی حلقوں کا ہے، سیدھے سادے سچے مسلم عوام کو یہ باریکیاں ذرا مشکل سے سمجھ میں آئیں گی البتہ احادیث شریفہ کا ذکر ضرور کردوں گا جن میں صاف صاف طور پر فرمایا گیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا:۔

عن ضحاک بن نوفلؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی ولا امۃ بعد امتی

(رواہ البیھقی فی کتاب الرؤیا)

حضرت ضحاک بن نوفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت آئے گی۔

ظاہر بات ہے کہ امت کا وجود نبی کے سبب ہی ہوتا ہے اور نبوت کا سلسلہ ہی ختم کردیا گیا تو قیامت تک امت محمدیہ کے سوا کوئی امت ہوگی ہی نہیں اور اس حدیث کو ہم کلام پاک کی آیت کریمہ:۔

کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ تَأمُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنھَونَ عَنِ المُنکَرِ وَتُؤمِنُونَ بِاللہِ،

تم سب سے بہتر امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے تم بھلائی کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو

کی تفسیر کہہ سکتے ہیں، اس لئے کہ للناس میں لام استغراق کے لئے ہے، ناس کے تحت دنیا کے تمام انسان آگئے اور قیامت تک کے لوگوں کا احاطہ ہوگیا جیسا کہ وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلَّا رَحمَۃً لِّلعٰلَمِینَ اے رسول ہم نے آپ کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنایا ہے جب عالمین میں تمام عالم آگئے تو للناس میں بھی تمام لوگ آگئے، اب ذرا انبیاء سابقین کی بعثت کے اعلان کو بھی ملاحظہ فرمائیے:۔

وَاِلیٰ عَادٍ اَخَاھُم ھُودًا م

اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو

Scanned by CamScanner

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صَالِحًا وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا	بھیجا، اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا، اور قوم مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔

وغیرہ سے تعارف کرایا گیا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت یا آپ کی امت کی نسبت کسی خاص قوم کے بجائے للناس تمام لوگوں کے لئے اور حضرت مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا:۔

لوکان بعدی نبیٌ لکان عمرُ بن الخطاب	اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ بالیقین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔

اسی حدیث کو حضرت عصمۃ بن مالکؓ نے بیان کیا ہے جس کو طبرانی نے روایت کی ہے، ان کے علاوہ دیگر طرق سے بھی ایسی جامع وصحیح احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں صاف صاف بتادیا گیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں اور آپ کی امّت کے بعد کوئی امّت نہ ہوگی آپ خاتم الانبیاء ہیں امّتِ اسلامیہ خاتم الامم ہے۔

برادرانِ ملّت

شب اسراء میں جب محسنِ انسانیت کو معراج حاصل ہوئی ہے اور عرش بریں پر رب العالمین کا انتہائی قرب حاصل ہوا تو رب ذو الجلال نے بڑے پیار سے اپنے حبیب ومحبوب سے فرمایا

یاحبیبی یا محمد، قلت لبیک یارب قال ھل غمّک ان جعلتک اٰخر النبیین، قلت لا یارب، قال: حبیبی ھل غمّ امتک اِن جعلتھم اٰخر الامم، قلتُ یارب لا، قال	اے میرے حبیب اے محمد! میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں اے میرے پروردگار، ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں یہ ناگوار ہے کہ میں آپ کو آخر النبیین بنا تا میں نے عرض کیا نہیں اے میرے رب ناگوار نہیں ہے، پھر ارشاد ہوا کہ کیا آپ کو یہ ناپسند ہے

Scanned by CamScanner

ابلغ عنی السلام واخبرھم انی جعلتھم اٰخر الامم۔
(رواہ الخطیب والدیلمی عن انس بن مالکؓ)

کہ ہم نے آپ کی امت کو آخر الامم بنا دیا، میں نے عرض کیا نہیں اے میرے خالق ناگوار نہیں ہے پھر فرمایا اپنی امت کو میرا اسلام پہنچا دو اور بتا دو کہ ہم نے تمہیں آخر الامم کر دیا ہے۔

اللہ اکبر! آخری رسول، آخری نبی اور آخری امت ہونے کا اعزاز دیا جارہا ہے وہ بھی عرش پر بلاکر نوازا جارہا ہے، خود رب العالمین فرمارہے ہیں، جبرئیلؑ واسطہ نہیں ہیں میکائیلؑ ذریعہ نہیں ہیں بلکہ براہ راست فرمان مل رہا ہے اور قربان جائیے امت اسلامیہ کی عظمت وجلالت پر آخر الامم بنا دی گئی ہے اور اس پر سرفرازی کا یہ عالم ہے کہ رب کائنات اپنے محبوب کی محبوب امت کو سلام بھجوا رہا ہے، یہ سلام جس طرح ابوبکرؓ وعمرؓ کے لئے ہے عثمانؓ وعلیؓ کے لئے ہے، خبابؓ وبلالؓ کے لئے، اسی طرح ہمارے اور آپ کے لئے ہے، جب ہم کو بتا دیا گیا کہ تم آخری امت ہو تو پھر اس حقیقت پر ہمارا ایمان مزید پختہ کیوں نہ ہوگا، آقائے مدنی رسول عربی نبی امی فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی کوئی رسول نہیں اس لئے کہ آپ دین کامل کے رسول کامل ہیں، آخری امت کے لئے آخری نبی ہیں، جس نے بھی آپ کے بعد نبوت کا دعوی کیا وہ بروایات صحیحہ وبعقائد مسلمہ کذاب ہے، دجال ہے، افتراء پرداز ہے، فتنہ پرور ہے، اس سے قتال ضروری ہے اس کی مخالفت واجب ہے، اس کی تائید سراسر کفر ہے، اس سے تعاون سراسر حرام ہے

معزز حضرات

صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے کذابین ودجالین کے خروج کی خبر امت کو دے دی تھی اور آئندہ پیش آنے والے عظیم فتنوں سے مسلمانوں کو آگاہ کر دیا تھا، اور ابھی آفتاب رسالت، نور توحید سے قلوب کو منور کر رہا تھا، وحی کے نزول کا روحانی سلسلہ جاری تھا، ماہتاب نبوت، کفرستان عرب سے کفر وشرک کی ظلمتوں کو کافور کر رہی تھی کہ یمامہ سے ایک فتنہ نے سر ابھارا، جو دیکھتے ہی دیکھتے تیزی سے پھیلنے لگا مسیلمہ کذاب

Scanned by CamScanner

نے نبوت کا دعویٰ کر کے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک فرمان:

سیکون فی امتی کذابون ثلٰثون کلھم یزعم انہ نبیٌّ وانا خاتم النبیین لا نبیَّ بعدی (رواہ ابوداؤد)	عنقریب میری امت میں تیس بڑے جھوٹے ہوں گے ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا وہ نبی ہے حالانکہ میں انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

کا مصداق بن گیا رسول اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہونے لگی، علامات قیامت میں سے یہ پہلی بڑی نشانی تھی جو ظاہر ہو رہی تھی اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے اعتبار سے سب سے آخر ہیں اور آپ دنیا کے اس دور میں تشریف لائے ہیں جبکہ قیامت بالکل قریب ہے اس لئے کہ کسی بھی چیز کی علامت کا ظہور اس کے قرب کو ظاہر کرتا ہے اور اس خروج سے ایک دوسری صحیح حدیث کی توضیح بھی ہوتی ہے جس میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

بعثت انا والساعۃ کھاتین،	کہ میں مبعوث کیا گیا اس حال میں کہ قیامت اور میری بعثت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر بتایا تھا۔

برادران اسلام جس وقت مسیلمہ کذاب نے نبوّت کا دعویٰ کیا تھا وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا آخری دور تھا، ایک بہت بڑا فتنہ تھا دشمنان اسلام مسیلمہ کذاب کے پرچم تلے متحد ہونے لگے ابھی سرکار مدینہ کی طرف سے اس بارے میں کوئی فرمان جاری نہیں ہو رہا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوئی کارروائی کرتے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

قال اکثر الناس فی امر مسیلمۃ	کہ مسیلمہ کذاب کے بارے میں (جب تک رسول اللہ

...ذاب قبل ان یقول رسول ...ہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ شیئًا ...ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... الناس فاثنیٰ علی اللہ بما ھو اھلہٗ ...ال اما بعد فی شان ھٰذا الرّجل ...ذی قد اکثرتم فی شانہٖ فانہٗ ...ذاب من ثلثین یخرجون قبل الدّجال ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا تھا) لوگوں میں بڑی چہ میگوئیاں تھیں، پھر ایک دن آپ کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف کی جس کا وہ اہل ہے پھر آپ نے فرمایا کہ بہر حال یہ شخص جس کے بارے میں تم لوگ رائے زنی کر رہے ہو یہ ان تیس جھوٹوں میں سے ایک ہے جو دجال سے پہلے ظاہر ہوں گے۔

(رواہ الطحاوی فی مشکل الآثار)

...ضرات گرامی

مسیلمہ کذاب نے سر کیا اٹھایا کہ سرزمین عرب پر مدعیانِ نبوت کا فتنہ سر ابھارنے لگے، اسود عنسی اور طلیحہ وغیرہ نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا ...لی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد ارتداد کی لہر چل پڑی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سخت آزمائش ... تھے، ایک طرف مدعیانِ نبوت کا گروہ، دوسری جانب مرتدین کا زور، تیسری طرف رسول ...لی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا صدمہ، مگر اسلام کا پرچم جس ذات نے بلند کیا تھا، توحید کا نور جس ذات ...پیلایا تھا اس کی تربیت میں پروان چڑھنے والے صحابہ کرامؓ کا ایمان وعقیدہ غیر متزلزل تھا ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ کا سب سے پہلا اجماع، مدعیانِ نبوت ...باطل گروہ کے خلاف تھا، جماعتِ صحابہ کا ہر فرد اس بات پر متفق تھا کہ یہ کذابین و دجّالین ہیں ... اجماع کے بعد ماہتابِ رسالت کے پروانے نے بلا خوف و تردد مسیلمہ کذاب کے زبردست ... سے ٹکرا گئے، اور دنیا نے جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ اِنَّ البَاطِلَ کَانَ زَهُوقًا ...اف منظر دیکھا، مسیلمہ اپنی زبردست فوج کے ساتھ داصلِ جہنم ہوا۔

...دران اسلام

گفتگو کا سلسلہ دراز ہوتا جا رہا ہے مگر موضوع کی اہمیت کا تقاضہ ہے کہ اس پر تفصیل سے بات ہو اب میں سرسری طور پر ذکر کرتا چلوں کہ عہدِ

Scanned by CamScanner

صحابہ سے لیکر عصر حاضر تک کوئی بھی دور ایسا نہیں گذرا جس میں مدعیانِ نبوت کے فتنے نہ برپا ہوئے ہوں بعض تو اپنی موت آپ مر گئے اور بعض نے شدت اختیار کی اور ملت میں انتشار پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے مگر علماء حق کی مجاہدانہ سرگرمیوں اور حکومتِ وقت کی بروقت کارروائیوں نے ان فتنوں کو ختم کر دیا اور اسلام اپنی حقانیت و جامعیت کے ساتھ قائم و دائم رہا، اس لئے ارشاد باری ہے هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ

سامعین باتمکین ہندوستان میں بھی انیسویں صدی کے آخر میں ایک کذاب دجال نے نبوت کا دعویٰ کیا، دنیا اس جھوٹے متنبی کو مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے جانتی ہے، مرزا غلام احمد قادیان کا رہنے والا تھا اس نے ایک منظم سازش اور منصوبے کے تحت نبوت کا اعلان کرکے ملتِ اسلامیہ ہندیہ میں اختلاف و افتراق کا بیج بونا شروع کیا تھا، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نبوت کے دعویٰ کا ہلکا سا پس منظر بتا دوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ قادیانیت یا مرزائیت ایک زبردست پلاننگ کا نتیجہ ہے اور آج تک اس فتنہ کو باہر سے آکسیجن فراہم کی جاتی رہی ہے۔

حاضرین کرام ہندوستان میں مسلمانوں نے تقریباً سات سو سال تک حکومت کی ہے، اسلامی ہند کی تاریخ شان و شوکت، قوت و طاقت، عظمت و حشمت، دولت و ثروت، محبت و حرارت کی تاریخ ہے، انگریز جو ایک چالباز، دغاباز قوم ہے اور ماضی بعید میں صلیبی جنگوں میں مسلمانوں سے زبردست شکست کھا چکی ہے، مسلمانوں سے اس کو ہمیشہ دلی بغض رہا ہے، تو یہ مکار قوم جہانگیر کے زمانہ میں ہندوستان آئی اور اپنے پیر پھیلانے لگی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ ہندوستان پر قبضہ کرنے لگی، پہلے بنگال میں مسلمان نواب سراج الدولہ نے اس کا مقابلہ کیا پھر سید احمد شہیدؒ سے مقابلہ آرائیاں رہیں اور ان کے بعد شیر میسور ٹیپو سلطان نے

ٹکر لی، اس کے بعد علمائے اسلام نے انگریزوں سے لوہا منوایا مگر ۱۸۵۷ء میں ہندوستان پر انگریزوں کا اقتدار بحال ہو گیا، چونکہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد کی بدولت انگریزوں کو زبردست نقصان اٹھانے کے بعد قبضہ حاصل ہوا تھا لہٰذا تسلط کے بعد سب سے زیادہ ظلم مسلمانوں پر ہوا اور ان کے درمیان اختلاف وانتشار پیدا کرنے، اسلام کی ابدیت وجامعیت کو ختم کرنے کے لیے طاقت بھی استعمال کی اور ذہنی جنگ بھی، ایک طرف فوج سے کام لیا تو دوسری طرف ارتداد پیدا کرنے کے لئے پنجاب کے ایک دیہات قادیان میں پیدا ہونے والے مرزا غلام احمد قادیانی کو مدعی نبوت بنا کر اپنے مقاصد حاصل کرنے چاہے، مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے گھناؤنے مکروہ ارادوں کو انگریزوں کی سازش وحمایت اور تائید ونصرت سے فروغ دینا شروع کیا اور مرحلہ وار اس نے دعوے شروع کئے، اس کا پورا زور اس بات پر تھا کہ مسلمانوں کو انگریزوں کا حمایتی بنایا جائے ان کے اندر سے جذبہ جہاد کو ختم کر دیا جائے، وہ عقیدہ ختم نبوت سے محروم ہو کر اسلام سے کنارہ کش ہو جائیں، اور انگریزوں کی مخالفت بند کر کے ان کی تائید کریں، اس کے علاوہ نہ اس کی نبوت کا کوئی مقصد تھا اور نہ اس کی کوئی حقیقت، وہ خود بھی جانتا تھا کہ یہ کام ممکن نہیں اسی لئے ذرا ذرا سی بات پر انگریزوں سے وفاداری کا اعلان کرتا رہتا تھا۔

برادرانِ ملت مرزا غلام احمد قادیانی کی بکواس کا قصہ بہت دراز ہے اور اس کی لغویات کا صرف ایک جواب ہے کہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی کا اعلان ہوتا رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت کا اعتراف ہوتا رہے، مگر محض معلومات کے لئے اور اس کی بکواس سے آگاہ کرنے کے لئے تھوڑا بہت اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ اس نے کب کیا دعویٰ کیا اور اس کے عقائد کیا تھے۔

حضراتِ گرامی مرزا غلام احمد نے ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۸ء تک متعدد دعوے کئے ۱۸۸۰ء میں اپنے ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا، ۱۸۸۱ء میں بیت اللہ

ہونے کا دعویٰ کیا، جیسا کہ اربعین صہ اور روحانی خزائن ص۴۴۵ جلد ۱۷ میں کہتا ہے، خدا نے اپنے الہام میں میرا نام بیت اللہ رکھا اور ۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، روحانی خزائن کے حاشیہ پر کہتا ہے کہ اللہ نے مجھ کو الہام کے ذریعہ خبر دی کہ تم اس صدی کے مجدد ہو، اور ۱۸۸۲ء میں کہنے لگا کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں، پھر کہنے لگا کہ میں نذیر ہوں اور ۱۸۸۳ء میں دعویٰ کرنے لگا کہ میں ہی آدم ہوں میں ہی مریم ہوں، میں ہی احمد ہوں، یعنی متضاد جنس کا مرکب ہونے کا دعویٰ کرنے لگا جو یقینی طور پر اس کے دماغی فتور کا اعلان تھا، جیسا کہ تذکرہ ص۷ میں لکھتا ہے پھر آگے چل کر اپنے مکتوبات احمدیہ کی جلد اوّل ص۸۲ پر تشریح کرتا ہے کہ نہ آدم سے حضرت آدم مراد ہیں اور نہ مریم سے حضرت عیسیٰ کی ماں مریم مراد ہیں اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء مراد ہیں بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے (نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات)

بزرگان ملت

مرزا غلام احمد قادیانی ہر دفعہ اپنے پہلے دعویٰ کی تردید اپنے دوسرے قول سے کرتا ہے گویا چھوٹا نبی طے نہیں کر پا رہا ہے کہ کس مقام پر ٹھہرے، اب اور آگے بڑھ کر ۱۸۸۴ء میں دعویٰ کرتا ہے کہ میں حامل رسالت بن کر آیا ہوں، تذکرہ ص۱۲۵ میں کہتا ہے مجھ کو الہام کے ذریعہ بشارت اِنِّیْ فَضَّلْتُکَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ قُلْ اُرْسِلْتُ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا یعنی میں نے تجھ کو سارے جہاں پر فضیلت دی، تم کہو اے لوگو! میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

اور جب اس دعویٰ پر بھی صبر نہ ہوا تو ۱۸۸۶ء میں کہنے لگا کہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ تو مجھ سے ایسا ہی ہے جیسا کہ میری توحید و تفرید، تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور ۱۸۹۱ء میں دعویٰ کرتا ہے کہ میں مثل عیسیٰ ہوں، کچھ ہی دنوں بعد کہتا ہے مجھ پر الہام ہوا ہے کہ جَعَلْنٰکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ یعنی اے احمد ہم نے تم کو مسیح ابن مریم بنایا اور اس دعویٰ میں اتنی جسارت و بے باکی کا ثبوت دیتا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح کی توہین سے بھی باز نہیں آتا اپنے شعر میں کہتا ہے

Scanned by CamScanner

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔۔۔۔۔۔
اس سے بہتر تو غلام احمد ہے
(رافع البلد در خزائن ص۲۴۰ جلد ۱۸)

محبان ملت آپ حضرات اس رنگ بدلتے نبی کی خرافات سنتے جائیے اور غور فرمائیے کہ کیا تھوڑے عرصہ میں مختلف متضاد بے سروپا دعوی کرنے والا شخص کسی بھی اعتبار سے نبی ہو سکتا ہے، مگر مرزا ہے کہ جوش جنوں میں کچھ ہوش نہیں، اور ۱۸۸۲ء میں خدائی اختیار کا حامل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور تذکرہ ص۲۰۳ پر اس کا الہام درج ہے کہ:

"تیرا کام یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ کُن فیکون ہو جا تو ہو جائے گی"

یعنی بغیر اسباب و ذرائع کے وجود میں آجائے گی اور میاں مرزا کا یہ حال تھا کہ محمدی بیگم سے نکاح کرنے کے لئے ناک رگڑتے رہے نہ ہوا، اپنے مخالفین کو بد دعائیں دیتے رہے کوئی نہ مرا، ایک سے ایک پیشین گوئیاں کرتے رہے مگر ایک بھی پوری نہ ہوئی، اور بن گئے صاحب کُن فیکون۔

پھر ۱۸۹۸ء میں کہنے لگے کہ میں امام زماں ہوں اور ۱۸۹۹ء میں کہہ اٹھے کہ میں ظلی نبی ہوں جیسا کہ ایک غلطی کے ازالہ میں کہتے ہیں، جبکہ میں بروزی طور پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوی کیا، (روحانی خزائن ص۲۱۲ جلد ۱۸)

برادران ملت غور فرمائیے، کتنا گستاخ ہے یہ شیطان کہ اپنی ناپاک ذات کو نعوذ باللہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قرار دے رہا ہے گویا محمد عربی ہونے

کا مدعی ہے۔

اور ۱۹۰۰ء سے ۱۹۰۸ء کے درمیان نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا اپنی آیت پیش کرتا ہے

اِنَّا اَنزَلنَاہُ قَرِیباً مِنَ القَادیان (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۵۹۳ جلد ۱) ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے، مرزا ایک غلطی کے ازالہ میں کہتا ہے، میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا بھی گیا ہوں اور غیب کی خدا سے خبر پانے والا بھی، اور حقیقۃ الوحی میں لکھتا ہے:۔

اِنَّا اَرسَلنَا اِلَیکُم رَسُولاً شَاہِداً عَلَیکُم کَمَا اَرسَلنَا اِلیٰ فِرعَونَ رَسُولاً، ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اسی رسول کی طرح جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔

حضرات گرامی

دیکھئے کتنے منظم طریقہ پر شریعت محمدیہ پر حملہ ہو رہا ہے، کتنے منصوبہ بند طریقہ پر ارتداد پھیلانے کی کوشش ہو رہی ہے اور تعجب تو ان عاقبت اندیش لوگوں پر ہے جو ان خرافات کو تسلیم کر کے اس کے نبی ہونے پر ایمان لاتے گئے، مگر اللہ نے ہر دور میں دین کی حفاظت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے عقیدہ کی صیانت کے لئے اپنے مخلص بندوں کو تیار فرمایا ہے، لہٰذا اس متنبی کے خلاف بھی علماء حق اٹھ کھڑے ہوئے علمائے دیوبند نے وَجَاہِدُوا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ حَقَّ جِہَادِہٖ کا منظر پیش کیا، گویا عصر حاضر کے نفوس قدسیہ کا اس جھوٹے نبی کے کذب پر اجماع ہو گیا، لہٰذا ۱۳۳۱ھ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت شیخ الہندؒ و دیگر اکابر دیوبند نے فتویٰ دیا کہ مرزا غلام احمد اور اس کے متبعین درجہ بدرجہ مرتد، زندیق، ملحد، کافر، اور فرقہ ضالہ میں یقیناً داخل ہوں گے، پھر علامہ عصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے قادیانیت کے خلاف زبردست جہاد کیا اور مرزا کا ناطقہ بند کر دیا، اور یکے بعد دیگرے حضرات علماء کرام مرزا غلام احمد اور اس کے متبعین سے مناظرے کرتے رہے ان کے عقائد کا مدلل توڑ کر کے امت کو گمراہی سے بچاتے رہے، میں اپنے کن بزرگوں کا نام لوں،

Scanned by CamScanner

حضرت تھانویؒ سے لیکر حضرت شیخ الاسلامؒ اور امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے لیکر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانویؒ پھر مفتی محمود صاحب پاکستانیؒ اور علامہ بنوریؒ و مفتی محمد شفیع صاحب رحمہم اللہ نے قادیانیوں پر حملے کئے اور ۱۹۷۴ء میں بالآخر حکومت پاکستان نے ان کو کافر قرار دے دیا۔

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

بزرگان ملت

فتنہ قادیانیت پھر سر اٹھا رہا ہے اور اسرائیل کی خفیہ مدد سے اپنے مشن کو پھیلا رہا ہے، علماء حق پھر میدان میں آگئے ہیں، وقت کا تقاضہ ہے کہ اس منظم سازش کو سمجھا جائے اور قادیانیت کے خلاف علمی، قلمی، فکری جہاد چھیڑا جائے، مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت پر باقی رکھنے کے لئے تحریک چلائی جائے۔ اس کا سب سے خطرناک فتنہ پھیل رہا ہے یہ فتنہ اقتصادی زوال کا نہیں، یہ فتنہ سیاسی انحطاط کا نہیں، یہ فتنہ معاشی جمود کا نہیں بلکہ یہ ایمان کو سلب کرنے والا فتنہ ہے اس کے پس پشت اسرائیل کا ہاتھ، دشمنانِ اسلام کا ہاتھ ہے جو قادیانیوں کی مالی امداد کرتے ہیں اور ان کی تحریک کو چلانے کے لئے ٹی وی چینل قائم کرتے ہیں لٹریچر شائع کرتے ہیں بڑی بڑی کانفرنسیں کرتے ہیں، اخبارات و رسائل شائع کرتے ہیں اور دیہاتوں دیہاتوں میں اپنے ہرکارے بھیج بھیج کر احمدیت قادیانیت کو پھیلا رہے ہیں، اگر ہم نے آپ نے اس خطرہ کا سدّباب نہ کیا تو بہت سے سادہ لوح مسلمان ان کے جال میں پھنس کر اپنے متاعِ دین اور سرمایہ عقیدہ سے ہاتھ دھو لیں گے۔ (اَللّٰھُمَّ احفظنا مِن ھٰذِہِ الفِتنَۃِ)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

Scanned by CamScanner